Regd No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ — وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ — اَلْیَسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳/۵۰
ممالک غیر ۷/۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے۔

جلد ۷ | ۸ وفا ۱۳۳۷ ہش | ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ ۸ اکتوبر ۱۹۵۸ء | نمبر ۴۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۵ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ایم اے بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس کی طبیعت پہلے سے اچھی ہے البتہ حضور کو ضعف کی شکایت ہے۔ دعائیں جاری رکھیں۔

احباب اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین۔

ربوہ ۳ اکتوبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی مورخہ ۳۰ ستمبر کو بغرض علاج و طبی مشورہ چند دنوں کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح کو کامل صحت عطا فرمائے۔

قادیان ۶ اکتوبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

راجستھان یونیورسٹی کا افسوسناک رویّہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب سیال انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

جمہوریت اور ہماری ذمہ داری

جمہوریت جہاں ہم کو تحریر و تقریر کی آزادی دیتی ہے وہاں ہر شہری کے قومی و مذہبی جذبات کے احترام کی تاکید بھی کرتی ہے۔ جس دن ہم نے اپنے ملک کو جمہوریہ کا معزز لقب دیا اسی دن تمام ابنائے وطن کے قومی و مذہبی احساسات کی تعظیم کا بھی عہد باندھا۔ دستور ہند کی یہ وضاحت کہ یہ آئین تمام شہریوں کو مساوی حیثیت دیتا ہے۔ اور فرد کی عزت کا ضامن ہے۔ جمہوریت کے اسی مفہوم کی تشریح ہے۔ ہم نے اپنے ملک کے لئے "آئین جمہوریت" منظور کر کے دنیا کے سامنے اپنی وسعت نظری، سلامت روی اور حقیقت پسندی کا ایک قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہے۔ مگر افسوس کہ بعض ناعاقبت اندیشوں کی کج فہمی کے باعث بسا اوقات ہمارے اس "مقدس عہد" کی توہین ہوتی رہتی ہے۔

راجستھان ہائی سکولوں کے لئے یونیورسٹی کی منظور کردہ دو کتب یعنی "وشو اتہاس" اور "وشو کا سرل اتہاس" اس کی ایک افسوسناک مثال ہے۔ یہ دونوں کتابیں ہندی میں ہیں اور دنیا کی تمام قابل ذکر قوموں کی علمی مذہبی، سیاسی و معاشرتی معلومات پر مشتمل ہیں۔ ان کی افادی حیثیت سے ہمیں انکار نہیں۔ نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کتب کے مصنفوں نے عدل و انصاف کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہر جگہ انہوں نے باتیں "میزان عدل" پر تولی گئی ہیں۔ اگر ان سے ان میں کہیں فروگذاشت ہوئی ہے تو صرف سالار گروہ اسلامیانِ عالم کے مقدس پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذاتی حالات بیان کرنے میں۔

سیرت محمدی

حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا سمجھنا کوئی مشکل امر نہیں۔ آپ تاریخ عالم کے سب سے روشن حروف ہیں۔ آپ کے تمام اقوال و افعال۔ حرکات و سکنات اور احساسات تمام اوراق کتابوں کے اوراق اور اسلامیانِ عالم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور انہیں محفوظ رکھنے کے لئے مسلمان ہمیشہ اتنے جتن کرتے آئے ہیں جو ایک عاشق صادق فرشتہ صفت معشوق ہی کے لئے کر سکتا ہے۔ آپ کے ایک صحابی حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا ایک شعر ہے ؎

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرّءً من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

تجھ سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور تجھ سے زیادہ خوبصورت بچہ آج تک کسی ماں نے نہیں جنا۔ تو ہر عیب سے پاک و صاف پیدا کیا گیا ہے گویا تیری تخلیق تیری ہی مرضی کے مطابق ہوئی ہے۔

آپ کا یہی ظاہری و باطنی "سراپا" آپ کے دیکھنے والوں کی نظروں میں تھا۔ مسلمانوں نے حفاظت قرآن مجید۔ تدوین احادیث۔ فن اسماء رجال۔ اصول جرح و تعدیل جیسے مشکل علوم محض اسی "سراپا" کو محفوظ رکھنے کے لئے ایجاد کئے۔ اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج تک "علم و فن" اور "عشق و محبت" کے کسی کیمرہ نے اپنے محبوب کی اتنی صحیح تصویر نہیں اتاری جتنی مسلمانوں نے اپنے آقا و مقتدا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتاری ہے اس تصویر میں آپ کی صورت و سیرت کے تمام خط و خال اس طرح جگمگا رہے ہیں جس طرح چاندی کے کٹورے میں سونے کی لکیریں جگمگایا کرتی ہیں۔ اور آپ کی اس روشن شبیہ کے نیچے ہمیں کسی جگہ امین۔ صدوق اور پاکباز کے سوا کوئی دوسرا لفظ نہیں ملتا۔

عیسائیوں کی نکتہ چینی

مگر تاریخ کی یہ شہادت ہے کہ جب اس "حسن بے مثال" کی تجلی دیار عیسائیت میں ہوئی۔ اور یہی وجود حسینانِ عالم کا سرتاج قرار دیا گیا تو کم ظرفوں کے دل میں آتش حسد بھڑک اٹھی۔ اور پھر اس "سرتاج حسن" کو داغدار بنانے کی ٹھانی۔ واقعات سیرت کا رقیبانہ طور سے تجزیہ کیا گیا۔ حاسدانہ تاویل کی گئی۔ اور اسباب و علل کے بیان کرنے میں نکتہ چینیوں کا رویہ اختیار کیا گیا۔ پھر حکومت اور پریس کی قوتوں نے ان کا ساتھ دیا۔ انہوں نے اپنی دجالیت اور گندی ذہنیت کا خوب ڈھنڈورہ پیٹا۔ آہستہ آہستہ آواز بھارت میں پہنچی۔ اور یہاں کے بعض لوگوں نے بھی ان کی آواز سے آواز ملائی۔ "وشو کا سرل اتہاس" کے مصنف شری گلراج گویانی کا یہ لکھنا کہ

مدینہ میں انہوں نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے کافی آدر (عزت) پراپت (حاصل) کیا۔ پرنتو (لیکن) یہاں کے نواسی کافی غریب تھے ان کی غریبی دور کرنے کے لئے انہوں نے ایک ڈاکو دل کا سنگٹھن کیا۔ اور کارواں کو لوٹنا آرمبھ (شروع) کیا۔ اس پرکار انہوں نے دھیرے دھیرے ایک بڑا دل سنگھٹت کر لیا جس سے اشکت (عاجز) ہو کر مکہ کے ادھیکاریوں نے ان پر آکرمن (حملہ) کیا۔ پرنتو انت (آخر) میں مکہ والے پراجت (شکست خوردہ) ہوئے۔

(وشو کا سرل اتہاس ص ۱۲۰)

پھر آگے اسی صفحہ کے دوسرے پیراگراف میں ایچ جی ویلس کا حوالہ دیتے ہوئے یہ لکھنا کہ

ان میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں ابھیمان۔ لالچ۔ چالاکی۔ دھوکہ بازی ایوم (اس طرح) دھرم اندھتا کا سشرن (طلب) تھا۔ وے خدا کے پیغمبر بنتے تھے۔ ان شبدوں کو انہوں نے اپنی انگوٹھی پر بھی کھدا لیا تھا۔ قرآن کو انہوں نے خدا کے دوارہی کہا ہوا بتایا ہے۔ پرنتو اس کے شبدوں سے ایسا کہیں بھی سپشٹ (ظاہر) نہیں ہوتا۔

(وشو کا سرل اتہاس ص ۱۲۰)

گاندھی جی کی نصیحت

اصل میں نیت کی وہ آواز ہے جس کی صدائے بازگشت بھارت میں ابھی سُنی جا رہی ہے۔ حالانکہ بھارت کا آئین اور ہندوستانی قوم کا مزاج اس کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مہاتما گاندھی جنہیں ہم بھارت کا مزاج "شناس" کہہ سکتے ہیں۔ وہ ہمیں قرآن اسلام اور سیرت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے سمجھنے کا ایک گر بتاتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں

میں نے جو کچھ اسلام کے متعلق لکھا ہے اس کے ہر لفظ پر قائم ہوں۔ میں نے کہیں یہ نہیں کہا کہ میں قرآن کے ہر حرف پر یقین رکھتا ہوں یا کسی بھی آسمانی کتاب کے ہر لفظ کو مانتا ہوں۔ لیکن یہ کام میرا نہیں کہ میں دوسرے مذہبوں کی کتابوں پر نکتہ چینی کروں یا ان کے نقائص کی نشاندہی کروں۔ لیکن میرا حق ہے اور ہونا چاہیئے کہ جو کچھ حقائق ان مذاہب میں ہوں ان کا اعلان کروں اور ان پر عمل کروں۔ جہاں تک میرا ... نہیں کہ میں قرآن ... میں کسی ایسی بات پر نکتہ چینی کروں جسے میں نہیں سمجھ سکا ہوں لیکن ... ہوں۔ جب میں ایسی بات کی تلاش کر سکتا ہوں ... پیغمبر ... [illegible]

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان —— مورخہ ۸ راکتوبر ۱۹۵۹ء

افریقہ میں تبلیغِ اسلام

اسی پرچہ میں دوسری جگہ ایک تو اخبار ریاست کا ایک نوٹ شائع کیا گیا ہے۔ جس میں سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون نے احمدی مبلغین کی قابلِ قدر تبلیغی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ اور اُن کے ذریعہ افریقہ کے حبشیوں کا حلقہ بگوشِ اسلام ہونا بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے نمبر پر اخبار دعوت دہلی کا تفصیلی نوٹ ہے۔ اس میں بھی افریقہ اور خاص طور پر مغربی افریقہ میں تبلیغِ اسلام کی کامیاب جدوجہد اور اُس کے خوشکن نتائج کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور آخر میں غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے کہ

"بہرحال یہ خبریں اور یہ مواز نے جو اپنوں کے نہیں غیروں کے حوالے سے شائع ہو رہے ہیں مستند تو ہیں ہی اس کے ساتھ یہ بہت سی مردہ رگوں میں امید و اُمنگ کا خون دوڑانے کا بھی سبب بن سکتی ہیں"

اخبار دعوت کے شذرہ نویس کو اگر اسباب کا علم ہو جاتے کہ مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کی یہ تمام تر کامیاب مساعی احمدی مبلغین کی قربانی اور شب و روز محنت شاقہ کی مرہونِ منت ہے، تو کیا وہ احمدیہ جماعت کی نسبت اپنا نظریہ بدل لیتے؟ - اصل بات تو یہ ہے کہ مغربی افریقہ کے ایک اسلامی اخبار کے جبیغہ انگریزی نمائندہ نے کی جس رپورٹ کا خلاصہ دعوت کے نوٹ میں دیا گیا ہے۔ اس کی تفصیلات پر نظر کرتے ہوئے بلاخوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو اُس تبلیغی جدوجہد کا بیان ہے جو احمدیہ جماعت کی طرف سے اس براعظم میں ایک عرصہ سے جاری ہے۔ کیونکہ ایک تو احمدیہ جماعت کے علاوہ کسی دوسرے اسلامی فرقہ کو اس طرح منظم طریق پر خدمت دین بجا لانے کی آج تک توفیق نہیں ملی۔ دوسرے احمدیہ جماعت کی تبلیغی مساعی ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں۔ اس برگزیدہ جماعت کے جانباز روحانی سپاہی ۱۹۲۱ء میں اس تاریک براعظم کو اسلام کی روشنی سے منور کرنے کے لئے گئے۔ اور اُنہیں کی مسلسل قربانیوں اور شب و روز کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے کہ اُن کے ذریعہ آج ساٹھ ستر ہزار افریقہ کے حبشی باشندے حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ اور براعظم کے مختلف مقامات پر سینکڑوں مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں۔ علاوہ ازیں تبلیغ اسلام کو زیادہ وسعت دینے کے لئے مرکزی اور لوکل مبلغین کی ایک خاصی تعداد دن رات مشغول ہے بیسیوں مدرسے حبشی بچوں کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے کے لئے کھولے جا چکے ہیں۔ انہیں میں ایک کالج بھی ہے جس کے پرنسپل حضرت امام جماعت احمدیہ کے حقیقی بھتیجے صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ایم۔ اے ہیں جو اسی غرض سے مرکز احمدیت سے مع اہل و عیال وہاں گئے ہوئے ہیں۔

اسی طرح افریقہ کی دو اہم زبانوں سواحیلی اور یوربا میں قرآن کریم کے تراجم کا کام احمدی مبلغین ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور اسی جماعت نے ان کی اشاعت کا اہتمام بھی کیا۔ پھر عیسائیت کے مقابل پر اسلام کی نمایاں کامیابی کے سلسلہ میں یہ جو کہا گیا ہے کہ

"عیسائی تبلیغی جماعت کا اعتراف ہے کہ وہ اگر ایک افریقی کو عیسائی بناتی ہے تو اس وقت تک دس افریقی باشندے اسلام قبول کر چکے ہوتے ہیں"

اس میں اُس رپورٹ کی طرف اشارہ ہے جو آج سے چار سال قبل امریکہ سے شائع ہونے والے بین الاقوامی شہرت کے ہفتہ وار رسالہ "لائف" کی ۸ راگست ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں شائع ہوئی تھی جبکہ رسالہ "لائف" کے اس مضمون میں اسلام کے مقامات مقدسہ اور عقائد کی توضیح کی ہے۔ اسی سلسلہ میں رسالہ نے جماعت احمدیہ کا بھی غیر مبہم الفاظ میں ذکر کیا ہے، اور خصوصیت سے ان مساعی کا تذکرہ کیا ہے۔ جو اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے مغربی افریقہ میں عمل میں آ رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین کی تبلیغی مساعی کی بعض تصاویر شائع کرنے کے علاوہ رسالہ نے اس امر کا اعتراف کیا ہے جماعت احمدیہ کے مبلغین جس جوش اور ہمت کے ساتھ اس علاقہ میں عیسائیت کا مقابلہ کر کے اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں عیسائی پادری بے بس نظر آتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کی اعلیٰ اور افضل تعلیم اپنے اندر غیر معمولی جاذبیت اور حیرت انگیز کشش رکھتی ہے مگر اس کی یہ بے نظیر طاقت اُسی وقت اپنا اثر دکھاتی ہے جبکہ مبلغ حق ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھائے اور مناسب طریق پر پیغامِ حق کو لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ اسلام کی نشاۃ اُولیٰ کے وقت جو نہایت قلیل عرصہ میں ایک دنیا اس مبارک مذہب کے دامن سے وابستہ ہو گئی۔ تو اس میں خود مبلغ اعظم ہادیٔ کامل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تبلیغ حق میں بے نظیر ذاتی قربانیوں اور انتھک کوششوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ پس اس وقت بھی پُر تاثیر کامل و مکمل تعلیم کے باوجود اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سر فروش مجاہدین کی ضرورت ہے جو دین کی خاطر اپنے ذاتی آرام و راحت کو بھلا کر دیوانہ وار اکنافِ عالم میں پھیل جائیں۔ دوسرے اسلامی فرقوں کے لئے احمدیہ جماعت کا یہ نیک نمونہ موجود ہے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ وہ بھی اس میدان میں کود کر اسلام سے اپنی محبت کا عملی ثبوت دیں گے؟ کیونکہ عمل کے زبانی دعوے کچھ قیمت نہیں رکھتے۔ جس پر ہر سچے مسلمان کو سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے!!

باسعادت ولادتین

قادیان ۶ راکتوبر۔ ربوہ سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے کہ کل مورخہ ۵ راکتوبر کو لائلپور میں صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ایم۔ اے ابن محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ نومولود حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا نواسہ ہے۔

۲۔ اسی طرح نیروبی (مشرقی افریقہ) میں سید سعید احمد صاحب ناصر ابن حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرزند سے نوازا ہے۔ نومولود محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے کا نواسہ ہے۔

ادارہ بدر ہر دو پُر مسرت اطلاعات پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب اور خاندان حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودین کو لمبی عمر عطا فرمائے اور دین کے سچے خادم بنائے۔ آمین۔

تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ بر آسمان نیز پرداختی

گذشتہ اشاعت میں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کے اُس حصے کا ذکر ہو چکا ہے۔ جو یاجوج ماجوج کے آسمان کی طرف تیر چلانے اور پھر اُن کے خون آلود حالت میں لوٹائے جانے کا تعلق ہے اس سے پہلے ہر دو اقوام کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ زمین پر پورے طور پر غلبہ پا لینے کے بعد یاجوج ماجوج کہیں گے کہ

لقد قتلنا من فی الارض
ھلم فلنقتل من فی السماء

"ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر لیا اب آؤ آسمان میں بسنے والوں کو قتل کریں"۔

اگرچہ یہ جامع خبر بیشمار حقائق و معارف کی حامل ہے۔ مگر دنیا کی موجودہ حالت پر نظر کرتے ہوئے یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ساری دنیا کے تمدن کا اور کوئی بڑا منصوبہ ہو سکتا ہے۔ سائنسی ترقی کے نتیجہ میں مہلک سے مہلک ہتھیار ایجاد کر لینے کے نتیجہ میں یاجوج ماجوج (روس اور امریکہ وغیرہ) کے ہاتھ آ چکا ہے اور جونہی ایسے مہلک ہتھیار ان لوگوں کے ہاتھ آئے یہ آسمان پر پہنچنے کے منصوبے بنانے لگے۔ پچھلے دنوں جب روس اپنا راکٹ آسمان پر پہنچانے میں کامیاب ہو گیا اور اُدھر خروشچیف دورہ کے لئے امریکہ پہنچے تو معاصر الجمعیۃ دہلی نے جو نوٹ لکھا اس کے آخر میں اس منصوبہ قتل کی قدرے وضاحت ہوتی ہے: معاصر نے لکھا:-

"اگرچہ روسی راکٹ چاند میں پہنچ گیا ہے لیکن اس سے انسانی فطرت کا تضاد بھی نمایاں ہو گیا ہے۔ ایک طرف یہ کوشش ہے کہ انسان چاند اور دیگر سیاروں کا سفر کرے۔ دوسری طرف یہ ارادہ ہے کہ مہلک سے مہلک ہتھیار ایجاد ہوں اور اپنی دنیا اپنے ہاتھوں تباہ کر دی جائے کوئی نہیں سوچتا کہ جب ہماری دنیا ہی ختم ہو جائے گی تو سیاروں کا سفر کون اختیار کرے گا خوب ہوا کہ راکٹ چاند پر پہنچا دیا گیا۔ مگر ان راکٹ بازوں نے انسانی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کیا قدم اُٹھایا ہے واقعیت یہ ہے اس کا کوئی علاج نہیں مگر راکٹوں کے ذریعہ چاند پر کمند پھینکی جا رہی ہے ؎
تو کارِ زمیں را نکو ساختی
کہ بر آسمان نیز پرداختی"

(الجمعیۃ دہلی ۹/۵۹ ۱۹)

اسی متضاد کیفیت پر مشتمل وہ دلچسپ تبصرہ ہے جو مسٹر خروشچیف کے متعلق اخبار "نیویارک ٹائمز" میں شائع ہوا جسے ہم نے امریکی نیوز ایجنسی کے حوالہ سے دوسری جگہ من و عن نقل کر دیا ہے۔ اس تبصرہ میں خروشچیف کے متعلق کہا گیا ہے کہ

"وہ چاند پر تو ہم سے تعاون کرنا چاہتے ہیں لیکن زمین پر اس کے لئے تیار نہیں"

اب بحمد اللہ اس مفہوم کے مطابق جس کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کیا — اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ الفاظ من و عن واضح طور پر پورے ہو رہے ہیں جو ایک طرف آپ کے صدق

خطبہ جمعہ

ایمان اور تہذیب درحقیقت دونوں لازم و ملزوم ہیں

مومن ہمیشہ مہذّب ہوتا ہے وہ ہر کام کو مقررہ طریق اور مقررہ قانون کے مطابق سرانجام دیتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰ نومبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں آج دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مومن ہمیشہ مہذب ہوتا ہے

ایمان اور تہذیب

درحقیقت دونوں لازم ملزوم اور ترتیب کی چیزیں ہیں۔ تہذیب ایک وسیع مضمون ہے لیکن میں اس وقت صرف ایک موٹی سی بات کی طرف جو اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ دنیا میں ہر انسان اپنے لئے ایک طریق عمل تجویز کر لیتا ہے اور اسے اپنی راہنمائی کا موجب بنا لیتا ہے اور چونکہ وہ اپنے لئے

ایک طریق عمل تجویز کر لیتا ہے

اس لئے لازماً اسے ان وجوہات کے متعلق غور کرنا پڑتا ہے۔ جن کی وجہ سے وہ بعض اعمال کو اختیار کرتا ہے کسی خاص طریق عمل کو اختیار کرنے والے اور نہ اختیار کرنے والے میں یہ فرق ہوتا ہے کہ کسی طریق عمل کو اختیار کرنے والا اپنے ارادہ کے زمانہ سے اپنے کاموں کو ایک خاص قانون کے ماتحت لے آتا ہے اور پھر انہیں خوب سمجھ سوچ کر جاری لاتا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیتا ہے اور کسی طریق عمل کو اختیار کئے بغیر کام کرنا لازمی اثرات اور وقتی جوشوں کے ماتحت کام کرتا ہے اس نے کام شروع کرنے سے پہلے اس پر غور نہیں کیا ہوتا کہ اس کے اعمال کی کیا حکمت ہے۔ جو شخص کسی طریق عمل کو اختیار کرتا ہے۔ اس کو مہذب کہتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ اعمال اور ان کے موجبات اور ان کی حکمتوں پر غور کرتا ہے۔ تو وہ بعض کاموں کو چھوڑ دیتا ہے اور بعض کو اختیار کر لیتا ہے۔ تہذیب کے معنے شاخ تراشی کے ہیں یعنی ٹہنیوں کے زائد حصہ کو کاٹ دینا۔ مہذب آدمی کو مہذب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایک وقت میں بیسیوں نتائج پر غور کرتا ہے بعض امور کو وہ مناسب خیال کرتا ہے اور انہیں اختیار کر لیتا ہے۔ اور بعض امور کو وہ غیر مناسب خیال کرتا ہے اور انہیں ترک کر دیتا ہے۔ جو شخص کوئی کام وقتی جوش کے زیر اثر کرتا ہے وہ اسے پہلے اصول مقرر نہیں کرتا۔ اس لئے جوش کی حالت میں چند نعرے لگا لیتا ہے اور عملی طور پر کام نہ کرنے والے کو غیر مہذب کہا جاتا ہے یعنی اس نے اپنے اعمال کی شاخ تراشی نہیں کی۔ جس طرح سکھوں کی مونچھیں بڑھ جاتی ہیں یا جس طرح جنگل میں درختوں اور جھاڑیوں کی شاخیں بڑھ جاتی ہیں۔ اور انہیں تراشا نہیں جاتا۔ اسی طرح اس کے اعمال کی حالت ہوتی ہے۔ وہ

وقتی جوش کے نتیجہ میں

بعض کام کر گزرتا ہے اور ان کے متعلق غور نہیں کرتا۔ کہ آیا وہ کام کرنا اس کے لئے مناسب بھی ہے یا نہیں لیکن مومن مہذب ہوتا ہے۔ وہ اپنے لئے ایک طریق عمل مقرر کرتا ہے اور پھر اس قانون کی اتباع کرتا ہے۔ اور اگر غفلت کی وجہ سے وہ کوئی کام نہ کر سکے تو وہ اپنے

اعمال کی پردہ پوشی کرتا ہے

مثلاً بیماریاں ہیں۔ بعض بیماریاں غلیظ ہوتی ہیں جنہیں دیکھ کر دوسروں کو گھن آتی ہے۔ جیسے کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے۔ جس کی انگلیوں میں کوڑھ کی قسم کے زخم ہو جاتے ہیں۔ اب سمجھدار آدمی تو دستانے پہن لے گا اور اپنی بیماری کو دوسروں کی نظر سے چھپا لے گا۔ لیکن ایک غیر مہذب انسان اپنے ہاتھ ننگے رکھے گا۔ اس سے رطوبت بہہ رہی ہوگی۔ مکھیاں زخموں پر بیٹھی ہوئی ہوں گی۔ اور دیکھنے والے شخص کو اس سے گھن آئے گی۔ یا کسی شخص کو نزلہ اور زکام کی تکلیف ہے۔ تو اگر وہ مہذب ہوگا تو ناک صاف کر کے مجلس میں آئے گا بلکہ اگر ہو سکے تو مجلس میں آئے گا ہی نہیں۔ اور اگر آئے گا۔ تو اپنے ساتھ رومال لائے گا۔ اور اگر ناک سے رطوبت بہے گی۔ تو رومال سے پونچھ لے گا۔ لیکن جو غیر مہذب ہوگا اس کا ناک بہہ رہا ہوگا۔ اس پر مکھیاں بیٹھی ہونگی اور دوسرے لوگ اس سے نفرت کریں گے۔ پس اپنے عیب کو ظاہر ہونے دینا چاہے وہ مجبوری اور بے گناہی کا نتیجہ ہو بد تہذیبی ہے۔ کیونکہ اس سے دوسروں کے اندر

نفرت پیدا ہوتی ہے

اور مزید برآں بیوقوفوں کو اس کی نقل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے یا مثلاً کوئی شخص دوسروں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے۔ تو اس کے آگے سے بوٹی اٹھا لے۔ اور خیال کرے کہ کیا ہے وہ دوست ہی تو ہے۔ تو یہ بد تہذیبی ہوگی۔ کیونکہ مومن کو یہ حکم ہے کہ کل بیمینک و کل مما یلیک یعنی دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اس چیز کو کھاؤ جو تمہارے سامنے ہو۔ آخر مومن کے بھی دوست ہوتے ہیں۔ لیکن دوسرے کے کھانے میں اس کی اجازت کے بغیر ہاتھ ڈالنا وہ جائز نہیں سمجھتا۔ بیشک

اسلام نے یہ اجازت دی ہے

کہ دو تین آدمی مل کر ایک برتن میں کھانا کھا سکتے ہیں۔ لیکن یہ کہ بغیر دوسرے کی مرضی کے اس کے آگے سے کھانا کھا لیا جائے یہ جائز نہیں۔ مثلاً دوسرے کے سامنے گردہ کی بوٹی رکھی ہے۔ وہ اٹھا کر کھا لی اب چاہے دوسرے کو گردہ ناپسند ہی ہو لیکن یہ اس کا کام ہے کہ وہ دوسرے کو دے۔ دوسرے کا حق نہیں کہ وہ خود اٹھا کر کھا لے اب یہ بات بظاہر معمولی ہے۔ لیکن ایک شخص کو ہم مہذب کہتے ہیں اور دوسرے کو غیر مہذب کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنی خواہش کو چھپا لیتا ہے اور دوسرا شخص اپنی خواہش چھپا نہیں سکتا۔ اور یہ بھی ایک عیب ہے کہ دوسرے کی چیز کی خواہش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صراحتاً فرماتا ہے کہ

لا تمدن عینیک الیٰ ما
متعنا بہ ازواجا منہم
زھرۃ الحیٰوۃ الدنیا

(سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۲)
یعنی ہم نے جو کچھ بعض لوگوں کو

دنیوی زندگی کی زیبائش کے سامان

دے رکھے ہیں تو اس کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کی نظر کو پھیلا پھیلا کر مت دیکھ جیسے دوسرے کے آگے سے گردہ یا کلیجی کی بوٹی اٹھا کر کھا لی جائے یا انڈا اور آلو کا ٹکڑا اٹھا کر کھا لیا جائے تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ بیشک گردہ، کلیجی، انڈا اور آلو حلال ہیں۔ لیکن جو چیزیں دوسرے کے آگے پڑی ہیں اس کے لئے حلال نہیں۔ کیونکہ الٰہی حکم ہے کہ لا تمدن عینیک الیٰ ما متعنا بہ ازواجا منہم الخ۔ یہ الا نہ کہ ایک حلال چیز اٹھاتا ہے۔ لیکن اسے

یاد رکھنا چاہیئے

کہ جب وہ حلال چیز کسی دوسرے شخص کے آگے پڑی ہوگی تو اس کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کل بیمینک و کل مما یلیک دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اس سے کھاؤ جو تیرے سامنے ہے۔ اب اگر کوئی شخص برتن پر ادھر ادھر ہاتھ مارتا ہے تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی خلاف ورزی کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح وہ قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کرنے والا ہوگا کہ

لا تمدن عینیک الیٰ ما
متعنا بہ ازواجا
منہم

جو چیز ہم نے دوسروں کو دی ہے۔ اسے تم انہی کے سامنے رہنے دو۔ اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤ۔ غرض بعض اوقات حلال چیزیں بھی حرام بن جاتی ہیں۔ اور جو حرام ہیں وہ تو ہیں ہی حرام۔ ان کا چھپانا تو اور بھی ضروری ہے۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم

پر اسی لئے عذاب آیا۔ کہ وہ اپنے عیب پر مجلسوں میں فخر کرتی تھی۔ گویا عیب کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے۔ چوری کرنا اپنی ذات میں گناہ ہے۔ لیکن اس بات کا اظہار کرنا کہ میں نے چوری کی ہے یہ بھی ایک گناہ ہے۔ اور یہ چیز انسان کو غیر مہذب بنا دیتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ

ہماری جماعت کے بعض افراد

بھی ابھی تہذیب اور شائستگی کے اصول سے واقف نہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص سینما دیکھتا ہے۔ اور جماعت کا کوئی فرد ہمیں اطلاع دیتا ہے کہ فلاں شخص سینما دیکھتا ہے آپ اس کی اصلاح کریں۔ تو یہ ایک معقول بات ہے۔ لیکن بعض بیوقوف کہتے ہیں۔ دیکھو فلاں سینما دیکھتا ہے۔ اور انہیں تو کوئی منع نہیں کرتا۔ اور ہمیں منع کیا جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کا دل چاہتا ہے کہ میں سینما دیکھوں۔ لیکن وہ دوسروں کے عیوب ظاہر کر کے اپنے لئے رستہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ ہم دوسرے کی تو تحقیقات کریں گے ہی۔ لیکن اس شخص نے تو اپنا عیب خود ہی ظاہر کر دیا ہے۔ یا مثلاً جھوٹ ہے۔ اسلام نے جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ اب اگر ایک شخص یہ کہے کہ ہمیں تو کہتے ہیں کہ جھوٹ نہ

بولو۔ لیکن فلاں شخص جھوٹ بولتا ہے فلاں اکثر جھوٹ بولتا ہے۔ تو ایسا کہنا دوسرے کی اصلاح کے پیشِ نظر نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ اس کا دل جھوٹ کے لئے تڑپ رہا ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ تم جھوٹ نہ بولو اور وہ جھوٹ بولنا چاہتا ہے۔ تو وہ دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے۔ تاکہ اسے وہی کام کرنے کا موقعہ مل جائے۔

اس کی مثال

اس دھوبی کی سی ہوتی ہے۔ جس کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں سے ہمیشہ لڑتا رہتا تھا۔ اور اکثر روٹھ کر باہر چلا جاتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ اب میں گھر نہیں آؤں گا۔ میں تمہاری شکلیں نہیں دیکھنا چاہتا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بعد اس کی بیوی بچوں کو خیال آتا کہ اسے بھوک لگی ہوگی۔ اس نے روٹی نہیں کھائی۔ وہ سوچتے گا کہاں۔ تو وہ دفا۔ کی صورت میں اس کے پاس جاتے۔ اور اُسے منا کر ساتھ لے آتے۔ اس طرح اسے عادت پڑ گئی تھی۔ وہ اکثر روٹھ جاتا اور گھر والے اسے مناتے ایک مدت کے بعد جب اس کے بچے جوان ہو گئے۔ وہ اپنی بیوی بچوں سے لڑتا۔ بچوں نے کہا روز روز کی لڑائی اور پھر منانا درست نہیں۔ اُنہوں نے والدہ سے کہا اگر یہ روٹھ کر جاتا ہے تو جانے دو۔ آج ہم نے منانا نہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہم باپ کو منانے کے لئے نہیں جائیں گے اور ماں کو بھی منوا لیا۔ کہ وہ اسے منانے نہیں جائے گی۔ دھوبی نے حسبِ عادت کچھ دیر انتظار کیا۔ لیکن اسے منانے کے لئے کوئی نہ آیا۔

اس کی ہمت ختم ہو گئی

اس کا دل چاہتا تھا کہ میں گھر جاؤں۔ لیکن بلانے کے لئے کوئی نہ آیا۔ اس نے اپنا بیل کھلا چھوڑ دیا۔ اور خود اس کی دُم پکڑ لی۔ دھوبی کا بیل ہمیشہ گھر کی طرف ہی جاتا ہے اس نے دُم پکڑ کر چلنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا۔ جانے بھی دو میں گھر جانا نہیں چاہتا۔ مجھے زبردستی کیوں گھر لے جاتے ہو یہی حالت اس قسم کے انسان کی ہوتی ہے۔ چوری کا وہ خود شائق ہوتا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ دو چار آدمیوں کا نام لے کر وہ تبصرہ کرے۔ وہ بجائے سب بھی طرح جھوٹ بولنے کے دس بیس آدمیوں کا نام لے دیتا ہے۔ کہ وہ بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ تاکہ اس کا جُرم قابلِ گرفت نہ رہے۔ کوئی شخص ظلم کا شائق ہوتا ہے۔ لیکن خود ڈرپوک اور منافق ہوتا ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں نے ظلم کیا تو

نظام میرے خلاف کارروائی

کرے گا

اس لئے وہ دس بیس آدمیوں کو بدنام کرتا ہے اور کہتا ہے فلاں ظلم کرتا ہے۔ فلاں ظلم کرتا ہے۔ ایسا شخص غیر مہذب ہوتا ہے کیونکہ وہ خود تو ظالم ہے ہی۔ لیکن وہ لپنے غیر کو بھی ظالم بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح وہ تہذیب کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔ اور اصلاح کے امکان کو کم لیتا ہے۔ مہذب آدمی نزلہ کو چھپاتا ہے اور غیر مہذب مجلس میں بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا نزلہ بہہ رہا ہوتا ہے اور مکھیاں اس پر بیٹھی ہوتی ہیں۔ گویا اپنے نقص کو چھپانا تہذیب ہے اور اسے ظاہر کرنا عدمِ تہذیب ہے۔

پس گناہ سرزد ہو بھی تو اسے پوشیدہ رکھو۔ جب مجلس میں تم کہتے ہو کہ ہمیں سینما دیکھنے سے روکا جاتا ہے۔ لیکن فلاں شخص سینما دیکھتا ہے۔ اسے کوئی کچھ نہیں کہتا تو

اس کے معنے یہ ہوتے ہیں

کہ میں سینما کے لئے مرتا ہوں۔ مجھے خواہش ہے کہ میں سینما دیکھوں۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ ہمیں جھوٹ بولنے سے منع کیا جاتا ہے لیکن فلاں شخص جھوٹ بولتا ہے اسے منع نہیں کیا جاتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ میں جھوٹ بولنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے ہمیں سود لینے سے منع کیا جاتا ہے اور فلاں شخص سود لیتا ہے اسے کوئی نہیں منع کرتا تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ میں سود لینے کے لئے بےتاب ہوں۔ اس طرح وہ دوسرے کو بدنام نہیں کرتا بلکہ اپنے نقص کو ظاہر کرتا ہے۔ اور سوچتا نہیں کہ جو لفظ میرے منہ سے نکلے ہیں اس سے ہر شخص یہ سمجھ لے گا کہ

مجھے بھی اس جرم کی خواہش ہے

اس قسم کا انسان دوسرے پر الزام نہیں لگاتا۔ بلکہ اپنے نقائص کا خود اعلان کرتا ہے۔ شریعت کہتی ہے کہ تم اپنے نقائص کی ستاری کرو۔ اور دوسروں کے عیوب کی بھی ستاری کرو۔ خدا تعالےٰ کی صفات میں سے ایک صفت ستار ہے۔ پس اگر کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے ارادۃً یا غیر ارادۃً تو شریعت کہتی ہے تم اسے چھپاؤ۔ خدا تعالےٰ اگر تمہارے عیب کو ظاہر نہیں کرتا تو تم بھی اسے ظاہر نہ کرو۔ ایک شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ وہ اس طرف گیا اور کہا یا رسول اللہ میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ نے پھر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ وہ پھر چکر کھا کر آپ کی طرف آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میں نے بدکاری کی ہے۔ اس پر آپ نے پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ لیکن وہ پھر آپ کے سامنے گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم پاگل ہو؟ یعنی میں تو چاہتا تھا کہ تمہارا گناہ چھپا رہے اور تو سمجھتا تھا کہ میں نے سُنا ہی نہیں حالانکہ میں تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ جب

خدا تعالےٰ نے تیری ستاری کی ہے

تو تُو اپنے گناہ کو کیوں ظاہر کرتا ہے پھر اس وجہ سے کہ اس نے چار دفعہ اپنے گناہ کا اعتراف کیا تھا آپ نے اس کی سزا کا حکم جاری کر دیا۔ غرض جب کوئی شخص دوسرے پر الزام لگا کر کوئی بات کہتا ہے تو وہ درحقیقت اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ تو جانتا ہے کہ اس کا دل چاہتا ہے یا نہیں یا وہ کتنی دفعہ گناہ کر چکا ہے۔ لیکن دونوں صورتوں میں اس کا دوسروں پر الزام لگانا گناہ کی علامت ہے۔ اور وہ اسی گناہ کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے آپ اپنے عیب کا اظہار کیا۔ اس کے کسی رشتہ دار یا ہمسایہ نے نہیں کیا اور اس سے زیادہ احمق کون ہوگا جس کا گناہ خدا تعالےٰ نے تو پردے میں چھپایا۔ لیکن اس نے اسے ظاہر کر دیا۔ اسی کا نام عدمِ تہذیب ہے۔ پس یاد رکھو

مومن مہذب ہوتا ہے

وہ اپنی کمزوری کو چھپاتا ہے۔ اور دوسرے کے سامنے اسے ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن ایک غیر مہذب انسان اپنی کمزوری کو بیان کر کے اسے خود ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جب وہ کمزوری ظاہر ہو جاتی ہے۔ تو اصلاح کا موقعہ کم ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے موقعہ تھا کہ وہ اپنی کمزوری کو چھپا دے۔ لیکن اس کا اظہار کر کے وہ اُسے دبانے کے امکان کو بند کر دیتا ہے۔ اور اس طرح اپنے لئے خود ہلاکت کا گڑھا کھود دیتا ہے۔ (الفضل ۳۰ 9/59)

اِسلام کی خاطر جو نکلیں وہ احمدی سارے ہوتے ہیں

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

اسلام کی خاطر جو نکلیں وہ احمدی سارے ہوتے ہیں
مُسلم تو کئی کہلاتے ہیں قربان ہمارے ہوتے ہیں

ہم جیت چکے وہ ہار چکے ہم بڑھتے گئے وہ گھٹتے گئے
اِک غیب کی اُنگلی سے یہ ہر روز اشارے ہوتے ہیں

درگاہ سے راندہ ہو کر وہ تو دُور ہی پھینکے جاتے ہیں
مقبولِ الہٰی ہم جیسے ہی دُکھ درد کے مارے ہوتے ہیں

طوفانوں سے کیا ڈرنا جب آخر اک دن مرنا ہے
مومن کے تو صبر و ہمت ہی ہر وقت سہارے ہوتے ہیں

بے آب و گیاہ ہے ربوہ لیکن ذاتِ قرار بھی تو ہے
کچھ دیکھا ہے کچھ دیکھو گے دتفوں نظارے ہوتے ہیں

اَلبدر مسیحِ محمدؐ ہیں النجم یہ محمود احمد ہیں
اور ان کے حلقۂ نوری میں لاکھوں ہی ستارے ہوتے ہیں

جماعتہائے احمدیہ کے زیر اہتمام

مختلف مقامات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کامیاب جلسے

(۲)

پنگال

بعد نماز مغرب وعشاء جماعت احمدیہ پنگال کی طرف سے جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کارروائی زیر صدارت جناب مولوی محمد فرقان علی صاحب تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول اللہ صلعم کے بعد شروع ہوئی۔ پہلے نمبر پر مکرم مقبول خان صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی کے چند واقعات سنائے اور بعدہٗ علاقہ کے مبلغ مولوی سید فضل عمر صاحب نے رحمۃ للعالمین کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب تقریر کی جس میں قرآن، حدیث اور بائیبل کے حوالہ سے ثابت کیا کہ فی الواقعہ آپ ہی تمام جہان کے لئے رحمت ہوکر آئے تھے۔ آپ کے ذریعہ تمام انبیاء زندہ ہوئے اور کامل شریعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء کا سردار بنایا۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے مولوی صاحب موصوف نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے بعض اہم واقعات دلچسپ پیرایہ میں بیان کئے۔

آخر میں جناب صاحب صدر نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بہت سے واقعات بیان کئے اور آپ کی پاک تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ اس طرح بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار محمد شمس الحق قائد مجلس خدام الاحمدیہ پنگال (اڑیسہ)

کوڈالی (کیرالہ)

بعض مقامی نامساعد حالات کے پیش نظر جلسہ سیرت النبی صلعم بجائے ۱۶ ستمبر ۱۹۵۹ء کے ۲۰ ستمبر جماعت احمدیہ کوڈالی کے تعاون سے یہاں سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ولی توڈے (Valli Thode) مکرم پو محمد صاحب احمدی کی دکان کے سامنے منعقد ہوا۔ مکرم مولوی عبد اللہ صاحب رئیس التبلیغ کی تحریک سے کنانور اور پینگاڈی سے بھی احمدی احباب جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ جلسہ کا انتظام کرنے کے لئے مکرم مولوی محمد احمد صاحب مبلغ اور مکرم غلام الرزاق صاحب منگلوری ایک روز پہلے ولی توڈے تشریف لے گئے تھے۔ وہاں عیسائیوں کی اکثریت ہے۔ چنانچہ مکرم مولوی محمد احمد صاحب۔ پو محمد صاحب اور عبد الرزاق صاحب نے مسلم ٹرسٹ اور خطیب احباب کو دعوتی کارڈ تقسیم کئے

بعد ازاں یہ جلسہ زیر صدارت جناب حاجی وی کے محمود صاحب احمدی شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید ونظم کے بعد صدر صاحب نے مختصر طور پر جلسہ کی غرض وغایت بیان فرمائی۔

پہلی تقریر مکرم مولوی پی محمد احمد صاحب مبلغ نے کی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب مبلغ نے فرمائی۔ جس میں آپ نے آنحضرت کی پاک زندگی کے کئی واقعات بیان فرماکر انصاف صبر واستقلال کا اسوۂ حسنہ بیان کیا اور تفصیل بتایا کہ آنحضرت صلعم کی پاک زندگی کیسی تھی۔

اس کے بعد نماز مغرب کے لئے ۱۵ منٹ جلسہ برخواست ہوا۔ نماز کے بعد دوبارہ جلسہ کا پروگرام شروع ہوا۔ اور تیسری تقریر مکرم این عبد الرحیم صاحب ایڈیٹر رسالہ ستیا دوتن نے کی۔ جس میں آپ نے مخالف عیسائیوں کے بعض اعتراضات کے جوابات دیئے۔ آخری تقریر مکرم مولانا مولوی عبد اللہ صاحب فاضل رئیس التبلیغ کیرالہ سٹیٹ کی تھی۔ جس میں انہوں نے آنحضرت صلعم کی فضیلت رحمۃ للعالمین ہونے کے لحاظ سے پوری شرح وبسط سے بیان فرمائی۔ اور فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وغیرہ نبیوں کو ہم اسلئے نبی مانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ہمیں اطلاع دی ہے کہ یہ تمام بزرگ خدا تعالیٰ کے نبی ہیں اور رسول ہیں۔ اسلئے آپ صلعم تمام جہان کے لئے رحمت ہیں۔ لیکن باوجود اس کے آج متعصب عیسائی آنحضرت صلعم کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور ناواجب اعتراضات کرتے ہیں۔ اس کے بعد صدارتی تقریر ہوئی۔ اور یہ جلسہ پانچ بجے شروع کرکے رات کے ۹ بجے بخیروخوبی ختم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار وی محمود سیکرٹری جماعت احمدیہ کوڈالی۔

کوٹپلا (اڑیسہ)

مقامی طور پر نماز مغرب وعشاء جمع کرنے کے بعد مکرم منشی شیخ عبد الغفار صاحب کی صدارت میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کارروائی تلاوت ونظم کے بعد مکرم منشی شیخ عبد الستار صاحب قائد مجلس نے آنحضرت صلعم کی شروع زندگی سے ہجرت تک کے واقعات بیان کئے۔ بعدہٗ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ نے رحمۃ للعالمین کے موضوع پر تقریباً سوا گھنٹہ تک تقریر کی جس کو احباب پوری دلچسپی سے سنتے رہے۔ آخر میں صاحب صدر نے آنحضرت صلعم کے نقش قدم پر چلنے اور خدمت دین بجالانے کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ الحمد للہ جلسہ بخیروخوبی انجام پایا۔

خاکسار عبد اللہ خان سیکرٹری تعلیم جماعت احمدیہ کوٹپلہ۔

موسیٰ بنی مائینز

یہاں پر جلسہ سیرت النبی بجائے ۱۶-۹-۵۹ کے مورخہ ۲۰-۹-۵۹ کو منایا۔ کیونکہ کمپنی کی طرف سے افراد جماعت کو ۱۶-۹-۵۹ کو رخصت نہ ملی۔ اس جلسہ کی صدارت پی بہادر ایک معزز ہندو نے کرنی تھی۔ مگر ایک ضروری کام کے باعث موصوف حاضر جلسہ نہ ہوسکے۔ اسلئے یہ جلسہ زیر صدارت مکرم عبد الحمید صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول اللہ کے بعد مکرم حیدر خان صاحب نے حضور اکرمؐ کی تعلیم اتحاد بین الاقوام پر مختصر سی تقریر کی۔ بعدہٗ خاکسار نے حضورؐ کی سیرت طیبہ پر تقریر کرتے ہوئے آپ کی پاکیزہ زندگی کے کچھ حالات سنائے اور اخلاق فاضلہ کی چند مثالیں بیان کرکے اپنی تقریر مکمل کی۔

بعد ازاں مولوی سید محمد مومنؔ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضور اکرمؐ کی بعثت اور عرب کی ابتر حالت کے موضوع پر تقریر شروع کی۔ آپ نے بتایا کہ حضورؐ کی بعثت سے پہلے خانہ کعبہ جو توحید کا مرکز تھا وہ صنم کدہ بن کر رہ گیا تھا۔ اس میں پورے تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے۔ اور ہر فرد ومت کا بُت جدا تھا۔ ان بتوں سے اپنی مرادیں مانگی جاتیں اور انہیں کی عبادت کی جاتی۔ خانہ جنگی۔ شراب خوری۔ ڈاکہ زنی ان کے رات دن کا مشغلہ بن کے رہ گیا تھا۔ نہ صرف قبائل عرب کی یہ حالت تھی بلکہ ساری دنیا فتنہ وفساد کی آگ میں لپٹی ہوئی تھی۔ اور "ظھر الفساد فی البر والبحر" کا نقشہ سامنے نظر آرہا تھا۔ ایسی تاریکی کے زمانہ میں آفتاب رسالت پیغمبر اعظم رحمت للعالمین کا ظہور ہوا۔ اور آپ نے جو توحید کا نعرہ سرزمین عرب سے بلند کیا۔ اس کے سامنے شرک وبدعت اور فسق وفجور۔ خانہ جنگی۔ بداخلاقی۔ شراب خوری اور بت پرستی سب کا صفایا ہوگیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعدد ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

بالآخر صدر جلسہ نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ جلسہ میں مردوں کے علاوہ مستورات بھی شریک ہوئیں جن کے لئے پردہ کا علیحدہ انتظام تھا۔ اس طرح یہ جلسہ بخیروخوبی ۹ ½ بجے شب اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار شیخ محمد ابراہیم دماغی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت سے متعلق

اجتماعی دعائیں اور صدقات

سونگھڑہ

حضرت اقدس کی صحت کے متعلق تحریک دعا پر مشتمل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا مضمون احباب جماعت کو پڑھ کر سنایا گیا۔ باجماعت نمازوں میں تہجد اور دیگر نفلی نمازوں میں دعاؤں کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تبدیلی فرمائے اور حضور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ آمین

خاکسار سید عبد الحمید عفی عنہ امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ

حیدرآباد دکن

مقامی مجلس خدام الاحمدیہ نے اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ۲ مورخہ ۲۶-۲۷ ستمبر کی درمیانی شب کو) احمدیہ جوبلی ہال میں خدام کے ایک کثیر اجتماع کے ساتھ جن میں اطفال وانصار بھی شامل تھے۔ حضور ایدہ اللہ کی کامل صحت یابی کے لئے نہایت درد والحاح کے ساتھ دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو جلد کامل صحت عطا فرمائے اور کام کرنے والی لمبی عمر دے۔ آمین۔

خاکسار محمد صادق قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن۔

درخواستہائے دعا

۱- میرا لڑکا محمد نذیر احمد متعلم نوحتوا ایگریکلچر کالج راولپنڈی دماغی عارضہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت صحابہ کرام اور درویشان قادیان کی خدمت عالیہ میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نیک اور عابد بچے کو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ صحت کاملہ عاجلہ عطا فرماکر تعلیم میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ راقم محمد افضل سٹیشن ماسٹر اللہ ضلع جہلم)

۲- خاکسار ان دنوں بعض تکالیف اور ذہنی پریشانیوں کی وجہ سے متفکر ہے قارئین اخبار بدر، احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر قسم کی تکلیف اور پریشانیوں سے نجات بخشے۔ آمین۔ خاکسار عبد الرشید معلوم ہیڈماسٹر بلبدرواہ کشمیر)

۳- ایک عرصہ سے خاکسار کی صحت خراب چلی آتی ہے اب چند روز سے دہلی میں بغرض علاج مقیم ہوں ۲۲

۴۲- احباب جماعت سے نہایت عاجزانہ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھ ناچیز کو کامل صحت بخشے۔ آمین۔ خاکسار عبد القادر اعوان درویش قادیان۔

بنگال کی دلجوئی

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گیارہ فروری ۱۹۰۶ء میں یہ وحی نازل ہوئی۔

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی"۔
(تذکرہ صفحہ ۵۸۹/۶۵۸)

یہ زبردست پیشگوئی جن حالات میں کی گئی اور جس شان سے پوری ہو کر حضور کے تعلق باللہ اور فلا یظھر علٰی غیبہ احدًا الّا من ارتضٰی من رسول کے مصداق ہونے پر گواہ ہوئی۔ اس کا کچھ ذکر اخبار آفاق لاہور بابت ماہ اگست ۱۹۵۹ء خصوصی نمبر کے ایک مضمون کے اقتباسات سے ظاہر ہے (یہ مضمون فاضل نامہ نگار نے کسی اور نقطہ خیال سے لکھا ہے ہم نے صرف مندرجہ حالات و واقعات سے فائدہ اٹھایا ہے)

تقسیم بنگالہ کی نسبت لکھا ہے کہ

"تقسیم بنگال کی سکیم ایک گورنمنٹ ریزولیوشن کے ذریعہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۵ء کو پیش کی گئی اور ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۵ء سے عملدرآمد شروع ہوا۔ یہ نیا صوبہ آسام اور بنگال کے مشرقی اور شمالی اضلاع پر مشتمل تھا۔ اس کی آبادی تین کروڑ دس لاکھ تھی۔ اس کا صدر مقام ڈھاکہ بنایا گیا۔ اور اس کا گورنر بین فیلڈ فلر مقرر کیا گیا"۔

اس تقسیم کے خلاف ایک تحریک شدت اختیار کر گئی یہاں تک کہ

"۱۹۰۸ء تک یہ تحریک ایک منظم دہشت پسندی میں تبدیل ہو چکی تھی۔ بموں اور پستولوں کا آزادانہ استعمال۔ ریلوں کو پٹڑی سے اتارنے کے کئی واقعات۔ وائسرائے کو قتل کرنے کی کوشش"۔

(۲) ۱۹۰۶ء میں انگلینڈ میں عام انتخاب ہوئے جس میں لبرل پارٹی نے کامیابی حاصل کی ــ ... اس میں تقسیم بنگال ختم کرنے کے لئے زور دیا گیا۔ لیکن لبرل پارٹی نے معاملاتی پالیسی اختیار کی۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ **تقسیم کو برقرار رکھا جائے**"۔

اقتباس مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ باوجود ہر رنگ ایجی ٹیشن اور پارلیمنٹ میں زور دیئے جانے کے یہی فیصلہ ہوا کہ تقسیم برقرار رہے۔ چنانچہ فاضل مضمون نگار آفاق لکھتے ہیں کہ

"۱۹۱۱ء تک تقسیم کے خلاف ایجی ٹیشن کا زور بہت کم ہو چکا تھا۔ اس تحریک کے لیڈر اس سے اکتا چکے تھے۔ (یعنی مایوس ہو گئے) اور کامیابی کی امید چھوڑ چکے تھے۔ مارلے صاف طور پر اعلان کر چکا تھا کہ **اب تقسیم ایک طے شدہ امر ہے**"۔

لیکن

خدا تعالیٰ کا فرمودہ ۱۱ر فروری ۱۹۰۶ء ضرور پورا ہونا تھا۔ اسلئے شاہ جارج پنجم ۱۹۱۱ء میں ہندوستان آیا اور دہلی میں اسکی تاجپوشی کی رسم ادا ہوئی۔

"ایک دربار منعقد کیا گیا (بادشاہ نے) بہت سے اہم فیصلوں کا اعلان کیا۔ بہت سے سیاسی قیدیوں کو رہا کیا گیا۔ تعلیم کے واسطے ایک بہت بڑی رقم کا اعلان کیا گیا۔ کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کو آدھے مہینے کی تنخواہ مفت (انعام) دی گئی۔ اور سب سے آخر میں **تقسیم بنگال کی تنسیخ کا اعلان کیا گیا**"۔

فاضل مضمون نویس لکھتے ہیں:-

"یہ اعلان اس قدر **غیر متوقع** اور حیرت انگیز تھا کہ لوگ حیران و ششدر رہ گئے۔ اور لمحوں کے لئے ساکت رہ گئے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فیصلہ کس طرح کیا گیا اور اس میں کس کا ہاتھ تھا۔ (یقیناً خدا کا ہاتھ تھا۔ پرناتی)"

(۳) "وہ تمام انگریز جو اب تک لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ تقسیم کو ہر حالت میں برقرار رکھا جائیگا شرمندگی کے مارے ایک لفظ بھی نہ بول سکے"۔ م

۳ ان مندرجات سے اظہر من الشمس ہے کہ جو پیشگوئی ایسے وقت میں کی گئی جبکہ حالات بالکل مخالف تھے اور کسی قسم کی دلجوئی کا سان گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ پھر باوجود جہد بلیغ کے جو پانچ سال تک ہوتی رہی۔ تمام سیاسی ماہرین اور خود گورنمنٹ کی یہی رائے اور یہی فیصلہ تھا۔ کہ تقسیم برقرار رہے گی۔ اور کسی قسم کی دلجوئی نہیں ہوگی۔ لیکن آخر وہی ہوا جس کی خدائے علیم نے بذریعہ اپنے مامور کلیم کے خبر عظیم دی تھی ؎

ہمارے قوم نشانہائے خداوند قدیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۷ر اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت میں اخبار الفضل میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو ڈاکٹری رپورٹیں شائع ہوئی ہیں ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

ربوہ ۲۷ر ستمبر (بوقت دس بجے صبح) کل دوپہر تک حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی دوپہر کے بعد شدید زکام کی تکلیف ہو گئی جو رات تک رہی رات نیند آ گئی۔ اس وقت کچھ ضعف ہے۔ زکام کی تکلیف بدستور ہے (الفضل ۲۹/۹/۵۹)

ربوہ ۲۸ر ستمبر (بوقت ۹ ½ بجے صبح) کل دوپہر تک حضور کو زکام کی تکلیف رہی بعد دوپہر اعصابی بے چینی کی تکلیف ہو گئی جو شام تک رہی اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہو گئی۔ رات نیند آ گئی۔ آج صبح عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے البتہ ہلکی بے چینی ہے (ر ۔ ۔)

ربوہ ۲۹ر ستمبر (بوقت ۸ بجے صبح) کل دوپہر تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی دوپہر کے بعد شام تک ہلکی اعصابی بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ (الفضل ۳۰/۹/۵۹)

ربوہ ۳۰ر ستمبر (بوقت سوا نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی صرف ہلکی اعصابی بے چینی قبل دوپہر ہو گئی تھی رات نیند اچھی آ گئی اس وقت عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے (الفضل ۱/۱۰/۵۹)

ربوہ ۲ر اکتوبر (بوقت نو بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت شدید اعصابی بے چینی کے باعث خراب رہی بعد دوپہر ضعف کی شکایت بھی ہو گئی نیز دائیں گھٹنے میں نقرس کی درد شروع ہو گئی ہے رات نیند آ گئی اس وقت نقرس کا درد کی شکایت ہے۔

چند دن سے حضور کی طبیعت بوجہ اعصابی بے چینی کمزور ہو رہی ہے۔ غذا بھی بہت کم ہو گئی ہے جو باعثِ فکر ہے۔ (الفضل ۳/۱۰/۵۹)

ربوہ ۳ر اکتوبر (بوقت دس بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت ضعف کے باعث خراب رہی شام کے وقت ضعف زیادہ ہو گیا عام جسمانی کمزوری بھی زیادہ ہو رہی ہے۔ رات نیند آ گئی۔ اس وقت بائیں ٹانگ میں وجع المفاصل کی درد زیادہ ہے جسکے باعث اعصابی بے چینی بہت زیادہ ہو گئی ہے

احباب جماعت نہایت درد و الحاح کیساتھ حضور کی کامل شفایابی کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور حضور کو جلد صحت یاب فرمائے آمین ؛

راجستھان یونیورسٹی کا افسوسناک رویہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

میں پسند کرونگا یا سمجھ سکا ہوں ایسی باتوں کے متعلق جو میرے لئے دشوار ہوتی ہیں۔ میں دیندار مسلمان دوستوں کی نظر سے ان کو دیکھتا ہوں۔ اور میں ان کو دیکھتا ہوں اور میں ان کو اسلام کے مشہور مفسرین کی تحریروں کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں دوسرے مذاہب کو احترام کی نظر سے دیکھ کر ہی مذاہب کی مساوات کے اصول کو سمجھ سکا ہوں۔ (مذہب و دھرم ص۱)

یہی ہے صحیح کارکی کار امستہ اور مذاہب کے سمجھنے کا محفوظ طریقہ۔ بھارت کے سچے خدمت گذاروں کا یہ فرض ہے کہ وہ لڑکوں کے دل میں دوسروں کے خلاف زہر کا بیج بونے کی بجائے اس تعلیم کی اشاعت کریں۔ گاندھی جی کے دیش میں اس طریق کو چھوڑ کے یورپ کے طریقہ کو اپنانا بھارت اور گاندھی جی دونوں کی توہین ہے۔ ان کی نصیحت کی خط کشیدہ عبارت پر غور کیجئے کیا مذاہب اور پیغمبروں کی زندگی کے سمجھنے کا اس سے بہتر کوئی دوسرا طریقہ ہوسکتا ہے۔ کیا بھارت کے سیوکوں اور گاندھی جی کے سپوتوں کا یہ فرض نہیں کہ اسلام یا پیغمبر اسلام کو سمجھنے کے لئے ایچ۔ جی۔ ویلس کی بجائے دیندار مسلمانوں کی طرف رجوع کریں؟

آیئے میں گاندھی جی کے نقطۂ نظر کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ان کا اور ایک قول نقل کردوں۔ وہ فرماتے ہیں:-

> بلاشبہ میں اسلام کو الہامی مذاہب میں سے ایک سمجھتا ہوں اس لئے قرآن کو الہامی کتاب سمجھتا ہوں۔ اور محمد صلعم کو ایک پیغمبر مانتا ہوں۔ لیکن اسی طرح میں ہندو مذہب، بائبل، ژند اوستا اور بدھ ازم کو بھی الہامی مانتا ہوں۔ (مذہب و دھرم ص۳۳)

ہماری درخواست جماعت احمدیہ بھی اسی مسلک کی حامی ہے۔ اور مسلمانوں کا دوسرا دیندار طبقہ بھی ہم شری گل راج جی گوپال کو یہی مسلک اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اسی طرح کی بعض قابل شکایت باتیں دوسری کتاب یعنی "دوشند کے اتہاس" میں بھی ہیں۔ ہم اس کے مصنف شری سنکر شرما جی سے کو بھی مہاتما گاندھی جی کی یہ نصیحت یاد دلاتے ہیں۔ اگر بھارت کا ایسا تعلیم یافتہ اور معزز طبقہ بھی "فادر آف نیشن" کی نصیحت پر عمل نہیں کرے گا۔ تو پھر اس پر عمل کرنے کے لئے کون پیدا ہوگا۔

تاریخی تجزیہ اس کتاب میں جنگ بدر کا جو پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ اس جگہ اس پر بھی ایک نظر ڈالنا ضروری ہے

وہ مستشرقین یورپ جنہوں نے محض عاصرانہ طور پر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قلم بند کی ہے۔ وہ جنگ بدر سے پہلے چند مہموں کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی سریہ حمزہ۔ سریہ عبیدہ بن حارث۔ سریہ سعد بن ابی وقاص۔ سریہ ابواء۔ سریہ عشیرہ اور سریہ عبداللہ بن جحش۔ ان مہموں میں سے صرف سریہ ابواء اور عشیرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شرکت کی۔ باقی اور کسی مہم میں آپ شریک نہیں ہوتے۔ مستشرقین یورپ کا خیال ہے کہ یہ ساری مہمیں محض اہل مکہ کے تجارتی قافلہ کو لوٹنے کے لئے تھیں۔ "دشنو کا سرل اتہاس" میں اسی خیال کی تقلید کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط اور یہ قیاس نہایت باطل ہے۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اسباب ہجرت مدینہ کی اسلامی جمہوریت اور اردگرد کے اسلام دشمن ماحول کا جائزہ لینا چاہیئے۔

۱۔ یہ معلوم ہے کہ مسلمانوں نے اہل مکہ کے ظلم تشدد سے مجبور ہو کر تین مرتبہ ہجرتیں کیں۔ دو مرتبہ حبشی کی طرف اور ایک مرتبہ مدینہ کی طرف۔

۲۔ کفار مکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اسی نیت سے شب ہجرت کو قبائل قریش کے منتخب نوجوانوں نے اس نیت سے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ مگر آپ تدبیر الٰہی کے ماتحت بخیر و عافیت مکہ سے نکل گئے۔

۳۔ کفار قریش اپنی اس ناکامی پر سخت برہم ہو گئے اور انتقام لینے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل مدینہ نے پناہ دی ہے تو وہ ان کے خلاف بھی مشتعل ہو گئے۔

۴۔ واقعہ ہجرت کے چند روز بعد کفار مکہ نے مدینہ کے ایک رئیس عبداللہ ابن ابی کو خط لکھا کہ

> انکم اویتم صاحبنا وانا نقسم باللہ لتقاتلنہ او تخرجنہ او لنسیرن الیکم باجمعنا حتی نقتل مقاتلکم ونستبیح نسائکم۔ (سنن ابو داؤد)

تم لوگوں نے ہمارے آدمی کو اپنے ہاں پناہ دی ہے۔ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ انہیں قتل کردو یا اپنے شہر سے نکال دو ورنہ ہم لوگ اپنی جمعیت کے ساتھ تم لوگوں پر حملہ کر دیں گے۔ اور تمہیں موت کے گھاٹ اتار کر تمہاری عورتوں کو اپنے مصرف میں لے آئیں گے۔

۵۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد قبیلہ اوس کے رئیس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کے لئے مکہ گئے تو ایک دن ابوجہل نے انہیں دیکھ کر کہا تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دی ہے۔ اب ہم ہرگز تم لوگوں کو حج نہیں کرنے دیں گے۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ اگر تم نے مکہ کا رستہ بند کیا تو ہم بھی تمہارے لئے مدینہ کا رستہ بند کر دیں گے۔ ابوجہل نے ان سے یہ بھی کہا کہ اگر اس وقت تم امیہ کی پناہ میں نہ ہوتے تو میں تم کو ابھی قتل کر دیتا۔

۶۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد کفار قریش کے ایک سردار کرز بن جابر فہری نے مدینہ پر حملہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لوٹ کر لے گیا۔

یہ ہے اس وقت کا ماحول جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام نے محض آزادی مذہب۔ آزادی خیال اور آزادی تقریر و تحریر کا حق حاصل کرنے کے لئے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مسلمانوں کے لئے وہ وقت کتنا پُرخطر اور نازک تھا۔ اس کا اس حدیث سے اندازہ لگایئے۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

> لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ المدینۃ واوتھم الانصار رمتھم العرب عن قوس واحدۃ وکانوا لا یبیتون الا بالسلاح ولا یصبحون الا فیہ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مدینہ آئے اور اہل مدینہ نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب متحد ہو کر ان سے لڑنے کو آمادہ ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں کے خوف کا عالم تھا کہ وہ ہتھیار باندھ کر سوتے تھے اور اسی حالت میں جاگتے تھے۔

اسی طرح کی روایت نسائی اور بخاری شریف میں بھی ہے۔

بدر سے پہلے کی مہمیں ان حالات کا نتیجہ یہ تھا کہ مسلمان ہمیشہ چوکس رہتے تھے۔ انہیں ہر وقت جمہوریۂ اسلامیہ پر اہل مکہ کے حملہ کا خوف رہتا تھا اس وقت ان پر خدا اور ہر مہذب قوم کے قانون کی طرف سے اپنی جان۔ مال اولاد اور اس خداداد سلطنت کی حفاظت کا فریضہ عائد ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے حفاظت خود اختیاری کے بعض جائز طریق اختیار کئے۔

۱۔ اہل مکہ کی نقل و حرکت معلوم کرنے کے لئے گشتی دستے مقرر کئے۔ سریہ حمزہ۔ سریہ عبیدہ بن حارث اور سریہ سعد بن ابی وقاص اسی قسم کے دستے تھے

۲۔ مدینہ اور اس کے آس پاس جو قومیں آباد تھیں ان سے دوستی اور تعاون کا معاہدہ کرنا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ غزوۂ ابواء اور غزوۂ عشیرہ کا یہی مقصد تھا۔ یہ دونوں مہمیں خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر قیادت روانہ ہوئیں۔ پہلی مہم یعنی غزوۂ ابواء میں آپ نے قبیلۂ بنو ضمرہ سے معاہدہ کیا۔ اور دوسری مہم قبیلہ بنو مدلج سے۔ آپ ان قبائل سے جیسا امور کے متعلق معاہدہ کر رہے تھے اس کا اندازہ بنو ضمرہ کے معاہدہ کے الفاظ سے ہو جائے گا معاہدہ کے الفاظ یہ ہیں۔

> ھذا کتاب من محمد رسول اللہ لبنی ضمرۃ فانھم آمنون علی اموالھم وانفسھم وان لھم النصر علی من رامھم ...... وان النبی اذا دعاھم لنصرہ اجابوہ۔
>
> (سیرت النبی از شبلی ص۳۱۱)

یہ محمد رسول اللہ کی تحریر ہے بنو ضمرہ کے لئے۔ ان لوگوں کی جان مال محفوظ ہے۔ ان پر جو حملہ آور ہوگا ان کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی۔ اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو مدد کے لئے بلائیں گے تو یہ آئیں گے۔

معاہدہ کی ان دفعات میں کوئی بھی بات ایسی ہے جس کی مسلمانوں کو اپنی حفاظت خود اختیاری کے لئے ضرورت نہیں تھی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اہل مدینہ نے متفقہ طور پر اپنا ملکی سیاسی اور مذہبی رہنما تسلیم کر لیا تھا کیا آپ کو ایسے معاہدات کرنے کا حق نہیں تھا؟

ان تمام سرایا اور غزوات میں کوئی ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ کسی تجارتی قافلہ سے مڈھ بھیڑ ہوئی نہ کسی لوٹ سے۔

لیکن کفار مکہ جوش انتقام سے بالکل مغلوب ہو رہے ۔ وہ مدینہ ۔ اہل مدینہ اور اسلامی جمہوریت کی اینٹ سے اینٹ بجا دینا چاہتے تھے ۔ مگر ان کے سامنے بھی ایک مشکل تھی ۔ وہ یہ کہ ان کے بعض قبائل عام قریش کی اس رائے سے متفق نہیں تھے ۔ اس لئے ان لوگوں کو کسی ایسے بہانہ کی تلاش تھی ۔ جو ان کے قومی دستور کے مطابق ان پر جنگ کو واجب قرار دیتا ہو۔ اور جس کے بعد اس جنگ سے گریز کرنے والا قوم کی نظروں میں مطعون ہو۔ چنانچہ انہیں "سریہ عبداللہ بن جحش" میں یہ بہانہ ہاتھ آ گیا ۔ اور وہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے مکہ سے مارچ کر کے مدینہ کی سرحد میں آ گئے۔

سریہ عبداللہ بن جحش اور غزوہ بدر

سریہ عبداللہ بن جحش کی سرگزشت یہ ہے کہ رجب ۲ھ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کو بارہ آدمیوں کے ساتھ نخلہ کی طرف بھیجا ۔ یہ جگہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے ۔ آپ نے انہیں ایک سربمہر لفافہ بھی دیا تھا ۔ اور تاکید کی تھی کہ وہ نخلہ پہنچ کر اس کو پڑھیں ۔ عبداللہ نے جب نخلہ پہنچ کر وہ خط پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ تم نخلہ پہنچ کر دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھو اور مجھ کو اس کی اطلاع دیتے رہو ۔ لیکن وہاں ایک اتفاقی حادثہ پیش آ گیا ۔ ہوا یہ کہ قریش کے چند آدمی شام سے تجارت کا مال لے کر آ رہے تھے ۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے ان کا مقابلہ ہو گیا ۔ اس مقابلہ میں ایک شخص عمر بن حضرمی مارا گیا ۔ اور دو قریشی گرفتار ہوئے اگرچہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے اس فعل کو کسی مسلمان نے پسند نہیں کیا ۔ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سخت سرزنش کی اور مال غنیمت لینے سے انکار کر دیا ۔ مگر کفار قریش کو ایک حیلہ ہاتھ آ گیا انہوں نے ثار اور قصاص کا سوال کھڑا کر دیا ۔ یہ ایام جاہلیت کی ایسی قبیح اور خوفناک رسم تھی کہ اس کی بدولت کبھی کبھی قبائل میں سالہا سال تک جنگ ہوتی رہتی تھی چنانچہ اب کفار کی طرف سے کفار مکہ کی طرف سے ثار اور قصاص کا نعرہ بلند کیا گیا ۔ مدینہ پر حملہ کرنے کی زور شور سے تیاری شروع ہو گئی ۔ مسلمان اس حالت میں بھی جنگ سے پرہیز کرنا چاہتے تھے ۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الحضرمی کا خون بہا ادا کر دیا تھا ۔ مگر مسلمانوں کا کوئی پیغام صلح کفار مکہ کے غیظ و غضب کو دھیما نہ کر سکا ۔ وہ بڑے آن بان ۔ شان و شوکت اور لاؤ لشکر کے ساتھ مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے اور اسلامی جمہوریت کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لئے مکہ سے چلے ۔ وہ اس کرّ و فر کے ساتھ دو سو بیس میل تک مارچ کرتے ہوئے مقام بدر پر پہنچے ۔ ان کے لشکریوں کی تعداد ۹۵۰ تھی ۔ سات سو اونٹ اور سو گھوڑے ساتھ تھے ۔

مسلمانوں کو جب اس غضبناک لشکر کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی تو یہ بھی اپنی مدافعت کو نکلے اور مقام بدر پر پہونچے جو مدینہ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ہے ۔ کفار مکہ نے ۸ ر رمضان کو مکہ سے کوچ کیا تھا ۔ مسلمان چار دنوں کے بعد ۱۲ ر رمضان کو مدینہ سے نکلے (کریٹیکل اکسپلوزیشن آف دی جہاد) اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان اپنی مدافعت کرنی چاہتے تھے ۔

حکیم بن حزام کی پیشکش

کتب سیرت میں آتا ہے کہ حضرت حکیم بن حزام نے (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) عین موقعہ جنگ میں بھی کوشش کی کہ کسی طرح یہ خونریزی رک جائے ۔ چنانچہ وہ رئیس عتبہ کے پاس گئے اور کہا کہ قریش صرف عمر بن حضرمی کے قتل کا بدلہ چاہتے ہیں ۔ اگر آپ چاہیں تو ان کا خون بہا دے کر ہمیشہ کے لئے نیک نامی حاصل کر لیں ۔ عتبہ اس پر تیار ہو گئے مگر جب ابوجہل کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے نہایت بدتمیزی کا مظاہرہ کیا ۔ حضرمی کے بھائی عامر کو مطالبہ قصاص پر ابھارا ۔ اور بنی بنائی بات بگڑ گئی ۔ آخر جنگ ہوئی ۔ اور بعد ارباب سیر کو بدر کی تعریف میں یہ لکھنا پڑا کہ

حق و باطل کا پہلا معرکہ اسی خاک نے دیکھا

شری پرکاش دیوجی کا حوالہ

آریہ سماج کے مشہور پرچارک شری پرکاش دیوجی نے اپنی کتاب "سوانح حضرت محمد صاحب" میں جنگ بدر کا ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے ۔ یہاں اس کا درج کرنا مفید معلوم ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں ۔

ماہ رجب ۲ھ مطابق نومبر ۶۲۳ کو مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں مسلمانان مدینہ کے مٹانے کی بڑی بھاری تیاریاں ہو رہی ہیں ۔ اور عنقریب بے شمار لشکر حملہ کرنے والا ہے انہیں ایام میں قریش کا ایک قافلہ عظیم شام کی طرف سے آ رہا تھا ۔ اور یہ منصوبہ قرار پایا کہ قافلہ شمالی کی طرف سے حملہ آور ہو ۔ اور جنوب کی طرف سے اہل مکہ حملہ کریں ۔ اور یہ کارروائی اس اہتمام سے ہو کہ آئندہ کے لئے اہل اسلام کا نام و نشان تک نہ رہے

اس خبر نے مسلمانان مدینہ میں نہایت پریشانی اور گھبراہٹ پیدا کر دی ۔ ان کی حالت نہایت مظلومانہ تھی ۔ وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہوئے اور پردیس میں آ پڑے تب بھی انہیں امن نصیب نہ ہوا ۔ وہ اپنے بال بچوں اور عورتوں کی طرف سے نہایت سراسیمہ تھے اور حیران تھے کہ آخر ہمارا کیا قصور ہے جس کے عوض ہم پر یہ ظلم و ستم روا رکھا جاتا ہے کیا یہی ہمارا قصور ہے کہ ہم ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں ۔

آخر مایوسی اور خوف نے ان کے دل میں جرأت پیدا کر دی اور انہوں نے قصد مصمم کر لیا کہ ہم کبھی اب بھاگ کر کہیں نہیں جائیں گے ۔ ہم اپنے دین پر ۔ اپنے بال بچوں پر اور صداقت پر دشمن سے لڑیں گے ۔ اور سر کٹا دیں گے ۔ یہ دل میں ٹھان کر انہوں نے یہ تجویز سوچی کہ قبل اس کے کہ اہل مکہ حرکت کریں ۔ سب سے اول شمالی کی طرف کوچ کر کے اس عظیم الشان قافلہ کو روکیں جو شام سے آ رہا ہے اور اسے اہل مکہ سے ملنے کا موقعہ نہ دیں ۔

اہل مکہ کے پاس اول تو کثرت سے لشکر ۔ بھرپور سامان ۔ بیچارے مسلمان پردیسی ۔ مسافر ۔ نہایت شکستہ حال ۔ مگر صداقت کے زور سے ان کا دل قوی تھا ۔ یہ سخت بارش کا دن تھا ۔ اور آسمان پر بادل گرج رہے تھے ۔ چاروں طرف کالی گھٹا چھا رہی تھی آندھی اپنا سماں دکھا رہی تھی بجلی کڑک کڑک ڈرا رہی تھی ۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ کارکنان قدرت بھی مظلوموں کی طرف سے لڑنے کو آئے تھے ۔ آخر بہت سی خونریزی کے بعد اہل مکہ کو شکست ہوئی ۔ ان کا سپہ سالار ابوجہل مارا گیا ۔ اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ آیا ۔ بہت سے قریش مارے گئے ۔ اور بہت سے قید ہوئے قریش کے جتنے آدمی پکڑے گئے تھے ۔ ان میں صرف دو ایسے تھے جن کا جھوٹ سینکڑوں بندگان خدا کے خون کا موجب تھا ۔ اس لئے وہ اس ملک کے قواعد جنگ کے مطابق قتل کئے گئے ۔ اور باقی سب قیدیوں کا خون معاف کیا گیا ۔ بعضوں نے وعدہ کیا کہ ہم آئندہ مسلمانوں کو نہیں ستائیں گے ۔ اور ان کے مقابلہ میں نہیں آئیں گے اس لڑائی میں بعض عالم لوگ بھی گرفتار ہوئے تھے ۔ وہ اس شرط پر رہا کئے گئے تھے کہ مدینہ میں کچھ عرصہ تک اہل اسلام کے لڑکوں کو پڑھائیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اپنے وطن کو واپس چلے جائیں ۔

ادھر مسلمانوں کو سخت تاکید کی گئی کہ ان قیدیوں کو قیدی نہ سمجھیں بلکہ ان کے ساتھ بھائیوں کی طرح سلوک کریں اور عزت و احترام سے رکھیں ۔ چنانچہ جب تک یہ قیدی مسلمانوں کے پاس رہے مسلمانوں نے ان کی خاطر تواضع کی ۔ اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی جب ان قیدیوں میں سب سے پہلا قیدی رہائی پا کر مکہ آیا تو اہل اسلام کے متعلق انہوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ خدا ان کا بھلا کرے وہ ہم کو سواری دیتے تھے اور خود پیادہ پا چلتے تھے ۔ وہ ہم کو گیہوں کی روٹی کھلاتے تھے اور آپ کھجوریں کھا کر گذارہ کرتے تھے ۔

(سوانح حضرت محمد صاحب از شری پرکاش دیوجی صفحہ ۶۷ تا ۷۱)

میں نے "جنگ بدر" کے متعلق ایک غیر مسلم ہندوستانی کا ایک طویل اقتباس نقل کیا تا عیسائیوں اور ہندوؤں یا رُکش سامراجی اور ہندوستانی عالم کی طرز فکر کا فرق نمایاں ہو سکے ۔ اس جگہ یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ بعض مستشرقین یورپ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بیان میں نمایاں خیانت کی ہے ۔ وہ بھی متفقہ طور پر اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان مظلوم و ستم رسیدہ تھے ۔ اور اہل مکہ نے عملاً ان کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا تھا ۔ ہم کہتے ہیں کہ اس صورت میں واقعی اگر مسلمان ان کے قافلوں کی آمد و رفت میں مزاحمت کرتے تو قانون جنگ کی نظر میں مجرم نہ ہوتے ۔ مگر یہ مسلمانوں کا کمال

کردار تھا کہ انہوں نے اپنے کو اس ناجائز اقدام سے بھی ہمیشہ باز رکھا اور اس کی ایک وجہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم تھی کہ تم قتل و غارت گری سے پرہیز کرنا عموماً بیعت کے وقت آپ مسلمانوں سے یہ عہد لیا کرتے تھے۔

اس تاریخی تجزیہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ہجرت کے بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے مسلمانوں نے جتنی مہمیں روانہ کیں ان کی غرض یا تو دشمنوں کی نقل و حرکت کی نگرانی تھی یا قبائل سے دوستانہ معاہدہ و تعلقات کا برقرار کرنا لہٰذا ان کو لٹیروں اور ڈاکوؤں کی مہم کہنا تاریخ کی تکذیب۔ انسانیت کا خون اور قوانین صلح و جنگ کی بے حرمتی کرنی ہے۔

ہمارا مقصد ہم نے ان دونوں کتب کے متعلق اپنے جن مجروح احساسات کا اظہار کیا ہے۔ اس کی غرض یہ نہیں کہ ان کے خلاف کوئی ایجی ٹیشن جاری کیا جائے یا ان کتابوں کی ضبطی کا مطالبہ کیا جائے۔ ہم ان دونوں طریقوں کے مخالف ہیں۔ ہم آزادیٔ تحریر و تقریر کے قائل ہیں۔ پھر یہ دونوں کتابیں جیسے اہم اور قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں ہم اس سے بھی غافل نہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ان کتابوں میں مسلمانوں کے امام و پیشوا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے متعلق ایچ۔ جی ویلس کا قول نقل کرنے کی بجائے دیندار مسلمانوں کا قول درج کرنا چاہیئے جس کی مہاتما گاندھی جی نے نصیحت کی ہے۔ کذب و افتراء جو یورپ کے دشمنانِ اسلام کا وطیرہ رہا ہے۔ اس کی تقلید بھارت کے لئے موزوں نہیں۔ آخر ساڑھے چار کروڑ اسلامیانِ عالم کے مذہبی جذبات کو مجروح کر کے کیا فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس تحریر کے ذریعہ ان دونوں کتب کے مصنفوں اور محکمۂ تعلیمات راجستھان "مدھیہ پردیش" سے گذارش ہے کہ وہ کتب مذکورہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام کے متعلق ایچ۔ جی ویلس کا قول نقل کرنے کی بجائے تاریخ کی وہ شہادت پیش کریں جسے دیندار مسلمان صحیح سمجھتے ہیں۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مستشرقین یورپ میں صرف ایچ۔ جی ویلس ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اور بھی بہت سے ہیں جو درایت و دیانت کے معاملہ میں ان سے بہت بہتر ہیں اور وہ اس کے قول سے شدید اختلاف کرتے ہیں۔ پھر جوں جوں یورپ کا معیار تحقیق بلند ہوتا جاتا ہے حقیقت ان کے سامنے بے نقاب ہوتی جا رہی ہے۔ اب ان کے اندازِ فکر و تحقیق میں بڑی تبدیلی آگئی ہے۔ اور وہ خود ایسی بے سروپا باتوں کو غلط کہہ رہے ہیں۔ سیرت محمدی کی ترتیب میں یورپ سے مدد لیتے وقت ان کے اس ذہنی اتار چڑھاؤ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

محاسن اسلام کا اعتراف ان دونوں کتب میں چند اور عام فروگذاشتوں کے علاوہ اسلام کی بعض تعلیم اور مسلمانوں کی ثقافتی تاریخ بہت خوبی سے پیش کی گئی ہے۔ خصوصاً نظریۂ اخوت و مساوات۔ ہم لائق مصنف کو اس حقیقت بیانی پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اسلامی حکومت معاشرت، اقتصادیات۔ فنی۔ تاریخ۔ ادب اور سائنس کا بھی نہایت عمدگی سے ذکر کیا گیا ہے خصوصاً مسلمانوں کی وہ علم دوستی جس نے یونان اور ہندوستان کے مردہ علوم کو دوبارہ زندگی بخشی۔ طب۔ ریاضی اور ہیئت وغیرہ جسے مسلمانوں نے آبِ حیات پلا پلا کے زندہ کیا۔ مسلمانوں کی ان تمام خدمات کا نہایت حوصلہ مندی سے اعتراف کیا گیا ہے چودھویں صدی عیسوی کے اخیر تک جو یورپ کے طالب علم مسلمانوں کی درسگاہوں میں تعلیم پاتے رہے۔ کتب مذکورہ میں اس کا بھی ذکر موجود ہے۔ اگر ان دونوں کتابوں میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق چند غلط اور دل آزار جملے نہ ہوتے تو واقعی یہ کتب بڑی قابل قدر و لائق مطالعہ تھیں۔

"کے لوگوں کو یہ یقین کرنے کا حق حاصل ہے کہ جس قوم یا ملک کے لیڈر حلف دروغی کر سکتے ہیں، اس قوم اور ملک کی پبلک تو یقیناً جرائم پیشہ ہوگی۔"

(ریاست دہلی ۷/۵۹ ص ۱۲)

درخواستِ دعا

مکرم محمد صدیق صاحب فانی ناظر ڈی سی آفس کو کچھ مالی مشکلات ہیں۔ احباب جماعت دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ان کی مشکلات کا ازالہ فرما کر ان کے اطمینان کے اسباب پیدا فرماوے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

احمدی مبلغین کی قابلِ قدر مساعی کا ذکر

جماعت احمدیہ ایک تبلیغی جماعت ہے۔ اس مقدس جماعت کی طرف سے ایک خاص تنظیم کے ماتحت تبلیغ اسلام کا کام تقریباً ساری ہی دنیا میں جاری ہے۔ جماعت کے مبلغین ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی کا اعلےٰ نمونہ دکھاتے ہوئے سالہا سال تک اپنے اہل و عیال اور وطن سے ہزارہا میل دور اکنافِ عالم میں پیغامِ حق پہنچانے میں مصروف رہتے ہیں۔ جو شخص بھی ان مجاہدین کی مساعی اور جد و جہد پر سنجیدگی سے غور کرتا ہے وہ ان کے حق میں خراجِ تحسین ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ دہلی کے مؤقر ہفتہ وار اخبار "ریاست" نے اپنی ۱۳ر جولائی کی اشاعت میں "اکالی لیڈر غیر ممالک میں جانے کے بعد" کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا جس میں جماعت احمدیہ کے مبلغین کی ایسی قابلِ قدر خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

نوٹ:۔ ابتدائی حصّہ میں محترم سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون نے اپنے مخصوص انداز میں اکالی لیڈروں کا ذکر کیا ہے۔ اور موازنہ کے لئے اس نوٹ کا تمام شائع ہونا ضروری تھا۔ اسلئے ہم مؤقر اخبار کے اس نوٹ کو ذیل میں بجنسہٖ نقل کرتے ہیں (ادارہ):۔

"چند برس ہوئے اکالیوں نے اپنے ایک لیڈر پروفیسر گنگا سنگھ کو مذہبی تبلیغ کے لئے یورپ بھیجا تو ان حضرت نے بجائے دوسروں کو سکھ ازم میں لانے کے خود ہی بال کٹوا کر اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ اور اکالیوں کا نہ صرف ان پروفیسر صاحب کے دورہ پر صرف کیا ہوا ہزارہا روپیہ ضائع گیا بلکہ یہ اپنے ایک لیڈر سے بھی محروم ہو گئے۔ چنانچہ اس کے بعد یہ پروفیسر صاحب واپس ہندوستان آئے اور انہوں نے اپنی مذہبی بدکرداری کے متعلق معافی چاہی تو ان کو معاف کیا گیا اور یہ پروفیسر صاحب شائد اب پھر اکالیوں کی پہلی قطار میں تشریف فرما ہیں، اور اب ایک دوسرے اکالی لیڈر سردار امر سنگھ خالصہ کے حالات کینیڈا کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں جو اکالیوں کی طرف سے سکھ ازم کی تبلیغ کے لئے امریکہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کینیڈا گئے تو اس لئے تھے کہ کینیڈا کی پبلک کو سکھ ازم کا پیغام دیں اور وہ لوگ سکھ مذہب اختیار کریں، مگر آپ نے وہاں یہ سمجھتے ہوئے کہ کینیڈا بھی ہندوستان کی طرح ہی ایک ملک ہے۔ جس کے وزراء کی سفارشوں پر عدالتیں زیادہ سے زیادہ جھک مار سکتی ہیں۔ آپ نے وہاں جھگڑے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کو چھ ہزار ایک سو ڈالر (تیس ہزار روپے کے قریب) جرمانہ کی سزا ہوئی اور یہ رقم چونکہ آپ کے پاس موجود نہ تھی۔ اس جرمانہ کی نصف رقم تو وہاں کے ایک پنجابی سکھ نے ادا کی اور نصف رقم ابھی آپ کے ذمہ قابلِ وصول ہے۔ اس کے علاوہ کینیڈا کی سپریم کورٹ نے آپ کو حلف دروغی کے جرم میں (سردار امر سنگھ نے اپنے مقدمہ میں شہادت دیتے ہوئے غالباً یہ سمجھا ہوگا کہ کینیڈا کی عدالتیں بھی ہندوستان کے آنریری مجسٹریٹوں کی سی عدالتیں ہیں، جہاں زیادہ سے زیادہ حلف دروغی کی جا سکتی ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا) جس روز قید اور تین سو ڈالر (ایک ہزار سات سو روپے کے قریب) جرمانہ کی سزا دی ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے مقدمہ میں متضاد حلفیہ بیانات دیئے تھے۔

عیسائی مشنری تو اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے اپنی جیب سے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے غیر ممالک کو جاتے ہیں اور یہ کروڑوں انسانوں کو حضرت مسیح کی اُمت میں لانے کا باعث ہوئے۔ اور مسلمانوں کے احمدی فرقہ کے مبلغین کی بھی یہی کیفیت ہے کہ یہ بہت ہی معمولی تنخواہ پر دنیا کے قریب قریب ہر ملک میں پھیلے ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان بے غرض مبلغین کی سادہ اور قابلِ تقلید زندگی کو دیکھ کر لوگ کثرت کے ساتھ ان کے مذہب میں داخل [illegible] ہیں۔ اور یہ دلچسپ واقعہ ہے کہ احمدی مبلغ افریقہ کے حبشیوں کو بھی دائرہ اسلام میں لانے کا باعث ہوئے۔ مگر یہ اکالیوں کے پرچارک ہیں کہ یہ غیر ممالک میں جا کر یا تو خود ہی اپنے مذہب کو جواب [illegible] دیتے ہیں اور یا حوالاتوں اور جیلوں کی سیر کرتے ہیں۔ اکالیوں کے ان حالات میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ماسٹر تارا سنگھ کی یہ اُمت [illegible] میں ہندو سکھ سوال پیدا کر کے [illegible] فضا کو گندہ کرنے کی ذمہ دار [illegible] بلکہ غیر ممالک میں [illegible] ہندوستان کو رسوا کیا [illegible]

منقولات

اسلام کا پھیلاؤ

جماعت اسلامی ہند کے آرگن سہ روزہ دعوت دہلی بابت ۴ر اکتوبر ۱۹۵۹ء میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جسے ذیل میں بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ میں دوسری جگہ ہمارا تبصرہ ملاحظہ فرمایا جائے:۔

"مغربی افریقہ کے ایک انگریزی نامہ نگار جناب عبدالوہاب آج کل ہندوستان آئے ہوئے ہیں۔ موصوف حیدرآباد بھی تشریف لے گئے تھے اور وہاں ایک تقریب میں انھوں نے بتلایا کہ افریقہ میں اسلامی تبلیغ کا کام ۱۹۲۲ء میں شروع کیا گیا تھا اور اب وہاں سینکڑوں مساجد ہیں۔ بیسیوں تبلیغی ادارے کام کر رہے ہیں اور کالج بھی ہے افریقہ کی سب سے اہم زبان سوحیلی میں قرآن پاک کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور اب وہاں کی دوسری زبان "یوردا" میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔ عیسائی تبلیغی جماعت کا اعتراف ہے کہ وہ ایک افریقی کو عیسائی بناتی ہے تو اس وقت تک دس افریقی باشندے اسلام قبول کر چکے ہوتے ہیں۔ اور یہی عالم رہا تو کچھ دنوں میں مغربی افریقہ میں مسلمانوں کی بہت اکثریت ہو جائے گی۔

اسلام کے متعلق مغربی مستشرقین نے یہ غلط فہمی پھیلائی ہے کہ وہ صرف تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔

اسلام ایک علمی مذہب ہے اس کا مقصد دنیا سے برائی اور ظلم کو مٹانا ہے اور اس کے لئے بعض حالات میں تلوار کا استعمال بھی ضروری ہوتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ اسلام صرف تلوار کی طاقت سے پھیلا صداقت سے خالی ہے۔ کیا جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اسلام کی دعوت دی تھی تو آپ کے پاس تلوار کی طاقت تھی۔ لیکن اس کے باوجود اسلام کی تعلیمات نے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور متعدد افراد آپ کے ساتھ ہو گئے۔ پھر مدینہ کے رہنے والوں نے جو اسلام قبول کیا تھا اس کے پیچھے تلوار کا ڈر تھا یا ان کی اپنی رضامندی تھی۔ اگر اسلام تلوار ہی کے زور سے پھیلتا تو پھر دنیا کے جس حصہ میں بھی مسلمانوں نے حکومت کی وہاں کی پوری آبادی مسلمان ہو جاتی لیکن تاریخ اس کے خلاف شہادت دیتی ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام محض تلوار کے ذریعہ پھیلا وہ دراصل اسلام کی انقلابی اور دلوں کو مسخر کرنے والی تعلیمات سے ناواقف ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ان تعلیمات میں عام انسانوں کے لئے کیسی کشش اور اپیل ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو انسانوں کے درمیان مکمل مساوات اور اخوت کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات نہایت سادہ اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اس لئے ایک اوسط درجہ کا انسان ان پر بآسانی عمل کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو انسان کی فطری تقاضوں اور مطالبات کے خلاف ہو۔ اسلام ان تقاضوں اور مطالبات کی تسکین کے لئے ایسے راستے متعین کر دیتا ہے جس پر چلنے سے انسانی زندگی افراط و تفریط سے پاک ہو جاتی ہے۔ اسلام کے پھیلنے کی اصل وجہ اس کی تعلیمات کی یہی سادگی اور انسانی فطرت سے اس کی مطابقت ہے۔

اسلام انسانی سماج کی اصلاح کے لئے آیا ہے جس طرح انسانی جسم کی اصلاح کے لئے بعض مرتبہ اپریشن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح سماج کی اصلاح کے لئے بھی بعض موقعوں پر تلوار کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے۔ اور اسلام نے تلوار کا استعمال اسی حیثیت سے کیا ہے۔

مغربی افریقہ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں تبلیغ کے ذریعہ اسلام جس سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے اس سے بھی اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے۔ مال و دولت کا لالچ بھی لوگوں کے لئے اسلام قبول کرنے کا محرک نہیں رہا ہے۔ جیسا کہ خود عیسائی تبلیغی جماعت کا اعتراف ہے۔ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی رفتار دس گنی ہے۔ حالانکہ ذرائع و وسائل اور دنیاوی منفعتوں کے لحاظ سے عیسائی مشن مسلمان مبلغین سے صرف دس گنا ہی نہیں اور بھی کئی گنا آگے ہیں۔

بہرحال یہ خبریں اور یہ مواد نے جو اپنوں کے نہیں غیروں کے حوالے سے شائع ہو رہے ہیں مستند تو ہیں ہی اس کے ساتھ یہ بہت سی مردہ رگوں میں امید اور امنگ کا خون دوڑانے کا بھی سبب بن سکتی ہیں۔"

ایک سوال

لاہور کے ایک جدید دینی ماہنامہ سے:۔

" لاہور کے شہر میں ۱۵ ہزار سے زیادہ مسیحی آباد نہیں۔ مگر اس مٹھی کھر جماعت نے اس شہر میں ایک چھوڑ دو جگہ مسیحی دار التبلیغ قائم کر دیا ہے جس سے انکے تبلیغی ذوق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

لیکن لاہور کے ۱۵ لاکھ سے زائد مسلمانوں نے آج تک ایک اسلامی دار التبلیغ بھی نہیں قائم کیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا فریضۂ تبلیغ ساقط ہو چکا ہے یا مسلمان اسلام سے بے گانہ ہو چکے ہیں؟"

سوال کا جواب جب خود پاکستان کے دینی جریدے کو نہیں معلوم، اور وہ محض سوال کر کے رہ جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ بیرون پاکستان کا کوئی مسلمان جواب دینے کی کیسے جرأت کر سکتا ہے؟ ــ وہ بھی محض سوال ہی کے دہرا دینے پر اکتفا کرتا ہے"۔ (صدق جدید لکھنؤ ۲۵/۹/۵۹)

پلان:- بے شک موجودہ زمانہ کے عام مسلمان تو اس کا جواب نہیں دے سکتے مگر وہ کام کے مسلمان جن کے تبلیغی مشن نہ صرف ہندوپاکستان میں بلکہ اکناف عالم میں دین اسلام کی اشاعت وتبلیغ کے مقدس فریضہ کی سرانجام دہی میں مدتوں سے لگے ہیں وہ تو سینہ تان کر اس کا جواب دے سکتے ہیں!!

خدا کے فضل سے یورپ کے تثلیثی مراکز میں انہی کے جانباز مجاہدین توحید کا پرچم لہرا رہے ہیں۔ مشرق میں صلیبی مذہب نے کیا کامیابی حاصل کرنی ہے۔ وہ تو اب مغرب میں ہی چند روز کا مہمان ہے کیونکہ کاسر صلیب پیدا ہو چکا جس کے بیان کردہ دلائل سے عرصہ ہوا صلیب پاش پاش ہو چکی!! مگر افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو اب بھی مایوسی کے عالم میں پڑے ہیں اور وہ شخص جو اس زمانہ میں اسلامی جمعیت کا امام ہے اس کی معرفت سے ان کی نگاہیں قاصر ہیں۔ حالانکہ خدا تعالے کی حکمت کاملہ نے مسیح محمدی کو اسلامی تقویت کے لئے مبعوث فرمایا۔ فہل من مدّکر!!

"سیلاب کی مصیبت"

سورت میں جس شدت کا سیلاب آیا ہے وہ بقول وزیر اعلےٰ بمبئی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ ہزاروں اشخاص گھر سے بے گھر ہو گئے اور سینکڑوں اشخاص سیلاب کی نذر ہو گئے۔ ڈسٹرکٹ کلکٹر کے بیان کے مطابق مرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے کم نہیں ہے۔ جو لوگ اس مصیبت کا شکار ہو گئے وہ ایک مدت تک اپنی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اس لئے حکومت پر ہی ان کی بحالی کی ذمہ داری عائد ہو گی اور اسی کی امداد سے وہ پھر سے بحال ہو سکیں گے۔ سب سے پہلے مصیبت زدوں کے لئے مالی امداد کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس کے بعد مکانوں کی تعمیر اور مرمت کا سلسلہ شروع ہو گا۔ یہ سارے کام جنگی سطح پر ہونے چاہئیں۔ تاکہ زندگی کے معمولات میں کوئی فرق نہ آسکے اور پوری ریاست تباہی کے اثرات سے محفوظ رہے۔

سورت اور دوسرے مقامات میں سیلاب بھی آئے اور بارش بھی زیادہ ہوئی۔ لیکن مشرقی یو۔پی، بہار اور نیپال کی ترائی میں بارش نہ ہونے سے قحط کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ یو۔پی کے ایک حصہ میں معمولی کے مطابق بارش ہوئی دیگر دوسرے حصہ میں بہت کم بارش ہوئی، ان مقامات میں نہری پانی اور ٹیوب ویل کے ذریعہ ہی کھیتی باڑی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ انتظام قدرتی بارش کا بدل نہیں ہو سکتا اس لئے اندیشہ ہے کہ ایسے مقامات میں پیداوار کا توازن بگڑ جائے گا اور غلہ فروش اسی کو بہانہ بنا کر گراں فروشی کا بازار گرم کر دیں گے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے وہ نہروں پر بندھ تو لگا سکتی ہے۔ سیلابوں پر قابو نہیں پا سکتی۔ اگر سیلابوں کا بھی کوئی جچا تلا انتظام ہوتا تو انہیں ضرور قابو میں کر لیا جاتا سائنس بھی اس راہ میں ماندہ ہے اور قدرت کی بالادستی چار و ناچار تسلیم کرنی پڑتی۔ (الجمعیۃ ۲۲/۹/۵۹)

"خروشچیف تبصرہ نگار کی نظر میں"

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت دہلی سے جاری کردہ امریکی ایمبیسی کے بلیٹین بابت ۲۲ ستمبر میں اخبار "نیویارک ٹائمز" کا روسی وزیر اعظم کے متعلق حسب ذیل دلچسپ تبصرہ شائع ہوا:۔

"نیویارک ٹائمز کے تبصرہ نگار کی نظر جیمز ریسٹن نے لکھا ہے کہ سوویت روس کے ساتھ امریکہ کے زیادہ قریبی تعلقات میں بہتری پیدا ہونے کی کچھ زیادہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے

خروشچیف تخفیف اسلحہ کے سلسلہ میں مؤثر کنٹرول اور معائنے تاشی اور لاؤس چین اور تبت کے مسائل کے متعلق کچھ نہ کچھ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن ان پر وہ بحث نہیں کرنا چاہتے۔ جو باتیں کوئی بھی نہیں کر سکتا انہیں فوراً گرانا چاہتے ہیں۔ وہ جواہر لال نہرو سے تعاون کرنا چاہتے ہیں لیکن زمین پر اس کے لئے تیار نہیں۔ وہ طاقت کے استعمال کے خلاف ہیں لیکن لاؤس کے معاملے پر بحث نہیں کریں گے۔ وہ حق خود ارادیت کے حق میں ہیں لیکن آزاد انتخاب تسلیم نہیں کرتے۔ وہ ہم میں اعتبار نہیں رکھتے لیکن ہم سے کہتے ہیں ہم ان پر اعتبار کریں۔ وہ ہمارے گناہوں کا ذکر تو کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنے گناہوں کو زیر بحث نہیں لاتے خود سب سے بڑے گنہگار ہوتے ہوئے تجویز کرتے ہیں کہ ہم گناہ کا خاتمہ کر دیں۔

وہ یہ سب باتیں بڑی گھمائی معصومیت سے کہتے ہیں مگر یہ وہ ایسا کہتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ ان سے رنجیدہ کیوں ہیں ــ اور جب ہم ان سے آزادی۔ ہنگری اور سنسرشپ جیسے امور کے بارے میں پوچھتے ہیں تو جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ موجودہ وقت کے ناقابل فراموش اور ناقابل معافی واقعات ہیں"۔

شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر مختلف خوشیوں کی

تقاریب

مثلاً نکاح۔ شادی۔ بچہ کی پیدائش۔ مکان کی تعمیر امتحان یا مقدمات میں

کامیابی

غم وہم سے نجات۔ بیماری سے شفا۔ مختلف تفکرات و پریشانیوں سے

خلاصی

وغیرہ پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرنا چاہیئے۔ اس غرض کے لئے محاسب قادیان کے نام

"شکرانہ فنڈ"

کی مد میں جملہ رقوم بھجوایا کریں۔ یہ امر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال قادیان

جلسہ سالانہ

(کی)

آمد آمد ہے۔ انتظامات کے لئے روپے کی سخت ضرورت درپیش ہے۔ احباب جلد از جلد اپنے ذمہ واجب الادا چندہ جلسہ سالانہ قبل از وقت ادا کر کے فرض شناسی کا عملی

ثبوت دیں

اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ سالانہ کو شایانِ شان طور پر کامیاب بنانے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

زکوٰۃ

آپ کے مال میں غربا کا بھی حصہ ہے!

ہر قابلِ زکوٰۃ مال کی زکوٰۃ ادا کرنی نہایت ضروری ہے۔
ادائیگی زکوٰۃ یقیناً
مال میں زیادتی اور اس میں غیر معمولی برکات کا موجب بنتی ہے۔

ناظر بیت المال قادیان۔

دعائے مغفرت

کنانور (مالابار) خدام الاحمدیہ کے سابق قائد مکرم جناب پی محمود صاحب مالاباری ایک اپریشن کے بعد سنگاپور میں مورخہ ۵ار ستمبر ۱۹۵۹ء کو یا نک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ایک مخلص متقی اور سلسلہ کے لئے ہر قسم کی جانی و مالی قربانی کرنے والے تھے۔ آپ کا حلقہ تبلیغ بہت وسیع تھا۔ اور تبلیغی کاموں میں بڑی دلچسپی لیتے۔ مرحوم اپنے پیچھے دو بیویاں اور چار بچے چھوڑ گئے ہیں۔

تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور مرحوم کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار محمد عمر مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

درخواست دعا

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم قریشی رشید احمد صاحب ربوہ تین سال سے ریڑھ کی ہڈی میں درد کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں باوجود مسلسل علاج کے افاقہ نہیں ہوا۔ تمام احباب جماعت خصوصاً بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

خاکسار قریشی سعید احمد درویش قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال

از ۱۶-۱۰-۵۹ — تا — ۹-۱۱-۵۹

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از ۱۶-۱۰-۵۹ تا ۹-۱۱-۵۹ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کر رہے ہیں۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمادیں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	کیفیت
۱	کلکتہ	۱۶-۱۰-۵۹	بھدرک	۱۷-۱۰-۵۹	۲ یوم	
۲	بھدرک	۱۹ —	او-ایم-پی	۱۹ —	۱ "	
۳	او-ایم-پی	۲۰ —	کٹک ٹاؤن	۲۰ —	۱ "	
۴	کٹک ٹاؤن	۲۱ —	بھوبنیشور	۲۱ —	۱ "	
۵	بھوبنیشور	۲۲ —	پوری	۲۳ —	۲ "	
۶	پوری	۲۵ —	خوردہ ٹاؤن	۲۵ —	۱ "	
۷	خوردہ ٹاؤن	۲۶ —	مانکاگوڑا	۲۶ —	۱ "	
۸	مانکاگوڑا	۲۷ —	کیرنگ	۲۷ —	۳ "	
۹	کیرنگ	۳۰ —	کٹک	۳۰ —	۱ "	
۱۰	کٹک	۳۱ —	سونگڑہ	۳۱ —	۲ "	
۱۱	سونگڑہ	۱-۱۱-۵۹	کینیدرا پاڑہ	۲-۱۱-۵۹	۱ "	
۱۲	کینیدرا پاڑہ	۳ —	چودوار	۳ —	۲ "	
۱۳	چودوار	۵ —	کرڈاپلی	۵ —	۱ "	
۱۴	کرڈاپلی	۶ —	پینکال	۶ —	۱ "	
۱۵	پینکال	۷ —	کوٹ پلہ	۷ —	۲ "	
۱۶	کوٹ پلہ	۸ —	سنبھلپور	۸ —	۱ "	
۱۷	سنبھلپور	۹ —	لیسہ	۹ —	[illegible] "	

جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب

بتاریخ ۱۵ ار نومبر ۱۹۵۹ء

نظارت ہذا کی طرف سے جماعت ہائے احمدیہ ہند کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال مورخہ ۱۵ ار نومبر ۱۹۵۹ء کو ہندوستان میں جلسہ سیرت پیشوایان مذاہب منایا جائے۔ اس جلسہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قدیم روایات کے مطابق مختلف مذاہب کے پیشوایان کی سیرت و سوانح عوام کے سامنے ایک ہی سٹیج پر خوبی سے بیان کی جائے گی۔ اور اس طرح باہمی اتحاد و اتفاق کے لئے مناسب فضا پیدا ہو سکے گی۔ اس موقعہ پر غیر مسلم مقررین کا بھی انتظام کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ ہندوستان کی جملہ احمدی جماعتیں مورخہ ۱۵ ار نومبر ۱۹۵۹ء کو یہ جلسہ اپنی مقامی جماعت میں وسیع پیمانے پر منائیں گی۔ اور اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مساجد فنڈ

جماعت احمدیہ رانچی کے ایک مخلص نوجوان مکرم محمد مظہر صاحب بال سیکرٹری مال نے اپنے کاروبار کو فروغ دیتے ہوئے ایک خوشنما ڈرائی کلیننگ کی دکان کا افتتاح کیا ہے۔ اور اس موقعہ پر آپ نے پندرہ روپے مساجد فنڈ میں دیئے ہیں۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود، بزرگان سلسلہ و درویشان کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے کاروبار میں بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور ان کے اہل و عیال پر بے شمار روحانی اور جسمانی برکات نازل فرمادے۔ آمین۔

خاکسار عبد الحق مبلغ سلسلہ احمدیہ رانچی

خبرنامہ

اسکو ۔ ۴ راکتوبر ۔ آج روس نے چاند کے گرد چکر لگانے والا ایک مصنوعی سیارہ چھوڑا ۔ مصنوعی سیاروں کی تاریخ میں یہ پہلا مصنوعی سیارہ ہے جو کہ چاند کے گرد چکر لگائے گا ۔ سیارہ کو اڑانے کی کارروائی نہایت کامیاب رہی ۔ اور اسے چاند سے دس ہزار میل کے فاصلہ پر مدار پر چھوڑ دیا گیا ہے ۔ یہ دس ہزار میل کی دوری سے چاند کے گرد چکر لگاتے گا ۔ روس کا یہ تیسرا کائناتی راکٹ ہے ۔ اس سے پہلے ایک کائناتی راکٹ چاند ۔ مریخ اور زہرہ وغیرہ دوسرے سیاروں کی طرح نظام شمسی میں چکر لگانے والا سیارہ بن چکا ہے ۔ دوسرا کائناتی راکٹ چاند پر پہنچا تھا ۔ اور یہ تیسرا کائناتی راکٹ اب چاند کے گرد چکر لگانے گا ۔ اس میں ایسے خود بخود کام کرنے والے آلات لگے ہوئے ہیں ۔ جن کی بدولت خلاء اور دوسرے سیاروں کے بارے میں اہم معلومات موصول ہو سکیں گی ۔ دوسرے سیاروں اور خلاء کے بارے میں معلومات اس مصنوعی سیارہ میں اکٹھے کئے گئے ۔ خودکار [illegible] میں محفوظ ہونگی ۔ اور وہاں سے زمین تک پہنچا دی جائیں گی ۔ بعد کی اطلاع ہے کہ روسی کا راکٹ اپنے مدار (گردشی راستہ) پر پہنچ گیا ہے ۔ اور اس کے سگنل روس کی رصد گاہوں میں موصول ہو رہے ہیں مگر امریکی رصد گاہوں کا کہنا ہے کہ انہیں اس کا کوئی سگنل موصول نہیں ہوا ۔ روس کے اعلان میں بتایا گیا ہے کہ روس کے اس کائناتی راکٹ کے آخری حصہ میں ایک سیارہ سے دوسرے سیارہ کی اطلاعات فراہم کرنے والا ایک خودکار سٹیشن رکھا گیا تھا جو چھ سو تیرہ پونڈ وزنی ہے مگر جب راکٹ گردش کرنے لگا تو یہ راکٹ کے آخری حصہ سے جدا ہو گیا ۔ اور یہ سٹیشن چاند کے گرد چکر لگانے لگ گیا ۔ اس کا ریڈیائی ٹرانسمیٹر شمسی بیٹریوں اور کیمیکلز سے چلے گا ۔ اس سٹیشن کو روسی سائنسدان اپنی لیبارٹری سے کنٹرول کریں گے ۔

نئی دہلی ۔ ۴ راکتوبر ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے بھارت چین کے سرحد کے معاملہ پر مضبوط اور مستحکم رویہ اختیار کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ بھارت کی شمال مشرقی سرحد کے بارے میں چین کے ساتھ بات چیت کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ انہوں نے مانگ کی ہے کہ پہلے چین کی ان بیرونی چوکیوں کو جو ان روایتی سرحد کے بھارتی حصہ میں واقع ہیں ۔ اور جن پر چین نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ۔ خالی کرے ۔ اور آئندہ بھارت کو دھمکیاں دینا بند کر دے ۔ تبھی کسی چھوٹے موٹے سرحدی جھگڑے کے بارے میں بات چیت فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے ۔ شری نہرو نے یہ سٹینڈ اپنے اس خط میں لیا ہے ۔ انہوں نے وزیر اعظم چین مسٹر چاؤ این ۔ لائی کے ۸ ستمبر کے خط کے جواب میں انہیں بھیجا ہے ۔ شری نہرو کا یہ خط ۲۶ ستمبر کا لکھا ہوا ہے ۔ اور یہ ایک خاص پیغامبر کے ذریعہ پیکنگ بھجوایا گیا تھا ۔ یہ خط کل چین سرکار کو موصول ہو گیا ۔ اور آج اسے اخبارات میں شائع کر دیا گیا ہے ۔ یہ خط بارہ چھپے ہوئے صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس میں مسٹر چاؤ کے اس دعویٰ کو مسترد کر دیا گیا ہے ۔ انہوں نے بھارت کے چالیس ہزار مربع علاقہ پر جو حق جتایا ہے اسے بھی مسترد کر دیا گیا ہے ۔ اور کہا گیا ہے کہ بھارت چین کے اس دعویٰ کے بارے میں بات چیت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ علاقے کئی دہائیوں بلکہ کئی صدیوں سے بھارت کا اٹوٹ حصہ چلے آ رہے ہیں ۔ اور ان پر کسی غیر ملکی کا حق تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔

نئی دہلی ۔ ۴ راکتوبر ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے وزیر اعظم چین مسٹر چاؤ این ۔ لائی کو ان کے خط کا جو جواب دیا ہے ۔ اس کے ساتھ لونگجو کی بھارتی چوکی پر چین کے قبضہ اقتصائے چین کے علاقہ میں چین کے ناجائز قبضہ اور سڑک کی تعمیر نیز بعض خاص دیگر متنازعہ مقامات کے بارے میں ایک خاص یادداشت منسلک کی گئی ہے ۔ اس میں بتایا گیا کہ لانگجو کی چوکی میکموہن لائن کے اس پار بھارتی علاقہ میں واقع ہے مگر چین نے اس پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ۔ اس سے بھارت کے لوگوں میں زبردست ناراضگی پھیلی ہوئی ہے ۔

کراچی ۔ ۴ راکتوبر ۔ پاکستان کے وزیر داخلہ جنرل کے ۔ ایم شیخ وزراء کے کانفرنس میں پاکستانی وفد کی رہنمائی کے لئے ۱۴ راکتوبر کو دہلی پہنچ رہے ہیں ۔ وہ جنرل ایوب کی طرف سے شری نہرو کے نام ایک خاص مراسلہ بھی لائیں گے ۔ پاکستانی وفد میں پوربی پاکستان کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر میجر جنرل امراؤ خاں بھی ہوں گے ۔ یہاں کے سرکاری حلقوں نے کہا ہے کہ خیال ہے کہ کانفرنس میں بھارت اور پاکستان کے مابین موجودہ ویزا انتظامات پر غور ہوگا ۔ تاہم کانفرنس کے سامنے بڑا مسئلہ سرحدی جھگڑوں کو حل کرنے کا ہوگا ۔ جنرل ایوب خاں ان جھگڑوں کو حل کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں ۔ کل کراچی میں اعلیٰ سطح پر کانفرنس ہوئی ۔ جس میں سرحدی جھگڑوں کے بارے میں دہلی کانفرنس میں زیر غور آنے والے معاملات پر تبادلہ خیال ہوا ۔ اور مسودہ تیار کر لیا گیا ۔

نئی دہلی ۔ ۴ راکتوبر ۔ صدر جمہوریہ نے سابق کمانڈر انچیف جنرل شری نگیش کو آسام کا نیا گورنر مقرر کیا ہے ۔ یہ جگہ سید فضل علی کی وفات کی وجہ سے خالی ہوئی تھی ۔ جنرل شری نگیش آج کل ایڈمنسٹریٹو سٹاف کالج حیدرآباد کے پرنسپل ہیں ۔ آپ نے ۱۹۲۳ء میں فوج میں کمیشن حاصل کیا تھا ۔

امتحان
رسالہ برکات الدعا

نظارت تعلیم و تربیت قادیان کے زیر اہتمام رسالہ "برکات الدعا" کا امتحان ۲۲ نومبر ۱۹۵۹ء کو لئے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے ۔ یہ رسالہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف ہے جو صرف ۳۲ صفحات پر مشتمل لیکن نہایت جامع ہے جس میں "دعاؤں کی قبولیت" کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اور سر سید احمد خاں صاحب کے خیالات کا رد اور قبولیت دعا کا عمدہ پیرایہ میں ثبوت دیا گیا ہے ۔

اس وقت جبکہ مادی دنیا اللہ تعالیٰ کے وجود سے بے خبر اور دہریت کے رنگ میں رنگین نظر آتی ہے اور دعاؤں کی طرف بھی ان کی توجہ نہیں اور وہ قبولیت دعا کے بھی قائل نہیں رہے ان حالات میں ہماری جماعت پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف رسالہ برکات الدعا کا مطالعہ کر کے اپنے ایمان و یقین میں بھی جلا پیدا کریں اور خدا کے منکروں اور دہریت سے متاثر لوگوں کے خیالات کا بھی رد کریں ۔ پس احباب جماعت کو اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے ۔ اور زیادہ سے زیادہ امتحان میں شریک ہوں ۔

جملہ صدر صاحبان سیکرٹریان تعلیم و تربیت و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ وہ کوشش فرماویں کہ اس امتحان میں جملہ احباب جماعت شریک ہوں اور مناسب ہوگا کہ اس رسالہ کا درس جماعتوں میں دیا جائے تا ناخواندہ احباب بھی اس کے مضمون سے آگاہ ہو جائیں ۔ اور اس ماہ کے آخر تک دفتر ہذا کو امتحان میں شریک ہونے والوں کی اطلاع دے کر ممنون فرماویں ۔ (پہلے ۱۵ نومبر کی تاریخ مقرر کی گئی تھی مگر بوجہ ۱۵ نومبر کو لوکل ریفرنڈم ہونے کے ۲۲ نومبر کی گئی ہے)

یہ رسالہ منیجر احمدیہ بکڈپو قادیان سے صرف ۳ نئے پیسے میں مل سکے گا ۔ ڈاک خرچ اور پیکنگ خرچ بذمہ خریدار ہوگا ۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان ۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اٹھسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ ر دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں سالانہ جلسہ ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ ر دسمبر کو منعقد ہوگا ۔ جملہ امراء ۔ پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اسکی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں شمولیت و استفادہ کے لئے قادیان تشریف لائیں ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان